U38063

Title – AFSANA-E-ISHQ

Creator – Mohd. Hasan Askari Khan.

Publisher – Matba Khwaja Mohd. Aizy (Lucknow).

Date – N.A

Pages – 60

Subject – Urdu Adab – Dastan.

بفضلِ خلاقِ مضامین و بفیضِ فیاضِ سخن آفرین
نسخۂ عجیب و غریب پر از فصاحت و بلاغت مبرا از عیبِ طوالت دستور کارخانۂ عشق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستایش گوناگون ازل سے ابد تک اوس پروردگار انس و جان کو روا ہے کہ جسنے اپنی حکمت عامہ سے بمراد کنت کنزاً مخفیاً کے نور خاص سے اپنے محبوب کا پیدا کیا اور وجود سراپا جود اوسکا واسطے خلقت تمام عالم کے باعث و مقصود ٹھہرایا و نیایش بوقلمون ابتدا سے انتہا تک اوس آفریدگار کون و مکان کو زیبا ہے جسنے اپنی قدرت تامہ سے بمفاد لقد کرمنا بنی آدم کے انسان کو مع جامۂ اشرف المخلوقات ہویدا کیا اور اپنی قدرت عجیبہ سے کثرت مین اثر نور وحدت دکھلایا سبحان اللہ عجب پیرایہ بین بنیازی اپنی ثابت کی کہ ہر شے کو ایک نہ ایک احتیاج عنایت کی مستغنی فقط ذات پروردگار ہے باقی ہر شی کو فتقار ہے کیونکر کہون کہ مختار نے اجبار کیا ہم سب نے خوشی سے جبر اختیار کیا الغرض جو کہ باعث ایجاد عالم ذات محبوب خدا ہے اسواسطے ہر مخلوق کو رشتہ الفت ملا ہے حبیب کو محبت محبوب راغب کو رغبت مرغوب شاہد کو تمناے مشہود قاصد کو آرزوے مقصود عاشق کو معشوق کی امیدواری طالب کو مطلوب کی انتظاری

گل کو حال بلبل پر ہنسنے کا شوق بلبل کو فراق گل مین رونے کا ذوق قمری کو سرو سہی قامت کا اشتیاق گلشن خزان رسیدہ بہار کا مشتاق صدف کو ارزوے قطرۂ نیسان گوہر تلاش آبرو مین غلطان ہوا کو بہنے کی ہوا پانی کو روانی کی تمنا شعلۂ آتش کو سربلندی خاک کو خاکساری کی مستمندی شمع کو نور روشن ہونے کی پروانے کو خواہش جان کہونے کی چکور کو ماہتاب کی محبت پتنگے کو چراغ سے الفت زلیخا کو چاہ یوسف کنعان محمود ایاز کا خواہان مجنون کو لیلی کی خواستگاری فرہاد کو شیرین کی طلبگاری اسیطرح ایک کو دوسرے کا خواہان بنایا لفظ کن سے کونسا کرشمہ نہین دکھایا تنزہ ذاتہ عن ادراک ذوی الافہام وتقدس صفاتہ عن احاطہ ترقیم الاقلام حمد اوسکی کس زبان سے ہو ادا ٭ جسنے کن سے دو جہان پیدا کیا ٭ قادر مطلق وہی ہے بیگمان ٭ جسکی قدرت کا ہے قائل دو جہان ٭ نطق کی طاقت ہے گو انسان کو ٭ کہہ نہین سکتا خدا کی شان کو ٭ عقل کل کی عقل حیران ہو جہان ٭ ذہن میرا پھر لڑے کیونکر وہان ٭ کیا دکھائی اپنی قدرت ہر جگہ ٭ ایک نئی ہے اوسکی صنعت ہر جگہ ٭ گل کو خوشبو سے معطر کر دیا ٭ نور سے خورشید کا دل بھر دیا ٭ چار عنصر کا عجب ہے ماجرا ٭ ایک پہ ہے ایک کو غالب کیا ٭ ہیچ واصف گر ہے واجب بیگمان ٭ بندۂ ممکن سے ہے ممکن کہان ٭ پس ازان ہدیہ نعت محمود واسطے اوس اختر برج طریقت کے خاص ہے جسکے لیے خدا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین آیا ہے وتحفۂ درود مسعود کو اوس گوہر درج شریعت کے لیے اختصاص ہے جسکی شان مین خدای دو جہان نے لولاک لما خلقت الافلاک فرمایا ہے یعنے تخت نشین ملک نبوت فرمان روای اقلیم رسالت ہادی کونین رسول الثقلین مقتدای مشرقین جد الحسن والحسین سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین حبیب رب العالمین رازدار قاب قوسین او ادنے محرم اسرار دلی فتدلی سرور انبیا محمد مصطفے علیہ التحیۃ والثنا کہ جنکی برکت خاک قدم سے عالم پاک ہوا آدمی کو حق و باطل مین ادراک ہوا بتون نے گھر خدا کا چھوڑا عزا کو لات سے توڑا معراج اوس صاحب تخت و تاج کی ہر غنی و محتاج کو معلوم ہے

اوسکا اعجاز مین آجتک شق القمر کی تمام عالم مین دہوم ہو ہر آئینہ جس بندۂ مقبول کی خداوند عالم خود ثنا فرماوے پھر اوسکی تعریف و توصیف بندہ سے کیونکر ہوسکے بار الہا درود و سلام اپنے حبیب پر نازل کر اور آل اطہار اور اصحاب اخیار کو بھی اوسمین شامل کر علی الخصوص ہزار ہزار تحیۃ و سلام اوپر اوس عالم علم لدنی کے کہ جسکے کمال علم پر انا مدینۃ العلم و علی بابہا گواہ ہو اور لاکھ لاکھ ثناو صفت واسطے اوس وصی رسول خدا کے کہ جسکی خلافت پر من کنت مولاہ فعلی مولاہ حدیث بلا اشتباہ ہو یعنے جمل اصول امامت قوت بازوی رسالت سالک رضا و تسلیم ساقی کوثر و تسنیم شہسوار لافتے تاجدار ہل اتے سید الاوصیا جانشین سرور انبیا اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب علی الصلوٰۃ والسلام علی کر الدہور و مرور الایام جسکی ولایت پر آیۂ انما ولیکم اللہ دال ہو اور یہ مہمان نوازی پر و یؤثرون علی انفسہم شاہد حال ہو تعریف و توصیف جسکی خدا اور رسول نے فرمائی ہو اور یہ نسبت ہمنفس پیغمبر کے منجانب اللہ آیۂ مباہلہ مین پائی ہو عظمت مین اوس جناب کی حدیث نبی ہو مختصر علی بعدی خیر البشر من ابی فقد کفر فضائل اوس جناب کے بھلا کیونکر لکھے جائین کہ جب اس طرح خود جناب رسالت مآب فرمائین شعر گر ہمہ سیاہی ہوں دریا ہم ہوں سیاہی قلم ہوں شجر یکقلم * کریں جن و انسان حساب کتاب * فضائل علی کے نہوں کم

عذر نہ لکھنے سبب تالیف کا ابتدا مین اور خبر اسکی ظاہر ہونا انتہا مین

بعد اسکے یہ عرض مولف ہیچمدان ہو کہ سہو و نسیان سے ترکیب انسان ہو سبب نہ لکھنے سبب تالیف کا حائل ہوتا طبیعت ناقص ہو کہ تتمہ حمد و نعت کے شوق مین اور شروع داستان کے ذوق مین لکھنا سبب تالیف کا کہ یہان سراسر زیبا تھا فراموش ہوا مگر آخر مین محل موقع پا کے پھر ہوش آیا اوسی جگہ ذہن ناقص مین آگیا کمال ربط و ضبط سے سبب تالیف کا لکھا گیا تاخیر با تعجیل التقدیم مین ظاہر اگرچہ قباحت ہو مگر حقیقت مین اول کو آخر سے مناسبت ہے اگرچہ یہ نکتہ بعد الوقوع ہو قصہ مختصر کہ داستان شروع ہوتی ہے

آغاز داستان راہ چلتے ایک یوسف لقا پر جان و دینا سربازار سودا کیسو مول لینا

اوپر واقفان اسرار پوشیدہ دستاسان رازہای نادیدہ کے مخفی و محجوب نرہے کہ ایک دن

لکترین آفاق حسب اتفاق بازار مین سیر کرتا چلا جاتا تھا مگر دل مین طرف ایک کوچۂ عشق کے
جانے کا بار بار خیال آتا تھا آخر خواہش نے دل تنگ کیا راستہ اوسی گلی کا لیا لیکن بے راہ چلنے
سے پریشان اپنی گمراہی پہ پشیمان تھا ناگہان ایک قطعہ مکان نہایت خوش وضع وعالیشان کہ
صفت جسکی احاطۂ امکان اور محل بیان سے باہر ہے دور سے دیکھا کیا کہون کہ کس درجہ مسرور ہوا
رفعت ومنزلت سے اوسکے حیرت ہوئی قریب جانے کی رغبت ہوئی بیساختہ یہ شعر پڑھا اور جھٹ
پٹ آگے بڑھا شعر یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے ÷ زمین جسکی چہارم آسمان ہے ÷ تو ایک دروازہ
وسیع نظر آیا دربان ادسپر کوئی نہ پایا دل کو زیادہ تر مسرت حاصل ہوئی طبیعت اندر جانے کی مائل
ہوئی اگرچہ بسبب ظاہر کوئی صورت اندر جانے کی نتھی مگر بنظر شوق باطنی کے بغیر جانے صورت
چین آنے کی نتھی فوراً حیران وششدر اوس دروازے کے اندر گیا بمعائنہ صناعی صانع
کون ومکان جو اوس عمارت پر نزاکت سے عیان تھی یہ شعر پڑھا شعر اگر فردوس بر روے
زمین ہست ÷ ہمین ہست وہمین ہست وہمین است ÷ چاہتا تھا کہ نظر تفصیلی اوسکے منازل ومدارج پر کرون
اور وہان نگاہ کو کل امید سے بھرون دفعتاً دیکھا کہ اوسکے صحن پر تکلف مین فرش مکلف پر ایک عورت
پری صورت نہایت حسین زہرہ جبین خوش لباس وفاشناس نوجوان خوش بیان جفا جو ستم خو
کج ادا دلربا گل اندام فرخندہ نام بال سر کے نہایت باریک گیسوے مشک فام شب تار سے تاریک
بوی زلف معنبر کو مشک ختن سے نسبت دینا خطا ہے اگرچہ سراسری ہین شاعر باشعور کو یہ کہنا بجا ہے
سیماے مین چودھوین رات کا چاند عکس سے جسکے چاندنی ہو ماندہ طاق ابرو مین طریق جفا وستم
کے بھرے ہوئے مژگان خونریز تھے یا تیر واسطے شکار مرغ دل کے دھرے ہوئے چشم
نرگسین سے دیدۂ آہوی حیرت کشادہ رشک رخسارہ تابان سے ماہ تابان دور افتادہ گوش معدن
خوبی بینی پسند کنندۂ بوی محبوبی دندان بے بدیل دُر بے بہا کے رشک دہندہ سرخی لب
سے لعل بدخشان شرمندہ دہن کا معما سمجھ مین نہین آتا نہایت دل تنگ ہون کچھ کہا نہین جاتا
چاہ زنخدان یوسف دل کا خواہان شمع گردن کو خلاق دوجہان نے سانچۂ قدرت مین ڈھالا تھا

جس سے ہمیشہ محفل حسن مین اوجالا تھا ہاتھون کو قتل عاشق مین دستگاہ کامل پنجۂ حنائی کو پنجۂ
مرجان پر سبقت حاصل سینہ بے کینہ مادۂ گنج آدائی شکم صاف پر خم تھی صفائی ناف گرہ کشای دل
کدورت منددان موی کمر گرہ ناف سے سر بسر عیان غرضکہ اوس پری پیکر نے عالم ایجاد مین عجب
حسن خداداد پایا تھا گویا نقاش ازل نے نقشہ اوسکا اپنے قلم قدرت سے صفحۂ ہستی پر بنایا تھا
با ہزاران ہزار انداز مع چند خواصان سراپا ناز کہ جنکو دیکھکر لعبت چین بحس و حرکت ہوجاے ندامت سے
سر جھکے اونکے سر نہ اوٹھا سکے زیب افزا ہی شعر نظر پڑتے ہی بس جاتے رہے ہوش + جو دل سے
ہوگیا از خود فراموش + نظارے کی نہ آئی تاب + زنہار + زمین پر گرپڑا غش کھاکے اکبار + خواصین
جو گئے اوس پری پیکر کے حاضر تھین یہ سانحہ دیکھکر متعجب ہوئین اشعار جو دیکھا خواصون نے
یہ ماجرا + تو گھبراکے بولین اسے کیا ہوا + پھر آپس مین کہنے لگین سب کی سب + کہ تدبیر جلدی کرو کوئی
اب + اسے ہوش آجاے وہ کام ہون + کہ نہ ہی ہماری نہ بدنام ہون + غرضکہ وہ سب کی سب
سراسر حیا و ادب یہ مشورہ کرکے پاس مجھ گرفتار رنج و تعب کے آئین اور سامان ہر طرح کے اپنے
ساتھ لائین کسی نے تادیر پنکھا ہلایا کسی نے مفرح لخلخہ سونگھایا کسی نے باحسن وجہ مونھہ دھولایا کسی
زور سے بازو ہلایا کوئی عیسی نفس دعائین دم کرتی تھی کوئی گرم رفتار گھڑی آہ سرد بھرتی تھی اشعار
کوئی کہتی تھی جن کا سایہ ہے + یا پری پر دل اسکا آیا ہے + گنڈہ تعویذ کوئی لانے لگی + عاملون کو کوئی
بلانے لگی + کوئی کہتی تھی راگ لایا ہے + کوئی کہتی تھی دم چورایا ہے + کوئی کہتی تھی چال کرتا ہے +
کوئی بولی کسی پہ مرتا ہے + کوئی کہتی تھی ہے یہ دیوانہ + کوئی اکر ہلاتی تھی شانہ + کوئی کہتی تھی یا الہی خیر +
کوئی کہتی تھی یہ نئی ہے سیر + اسکو کیا ہوگیا خدا جانے + درد دل اسکا کوئی کیا جانے + غرضکہ
جیسے وہ سب آپس مین محو تقریر تھین اور میرے لیے بجان و دل سرگرم تدبیر تھین دفعتاً مدہوشی نے
منھ چورایا آنکھ کھولی ہوش مین آیا شعر بخت جاگے تو ہوش بھی آیا + پر طبیعت کو جوش مین پایا +
مگر حیران تھا کہ یا الہی یہ عالم خواب ہے یا بیداری اپنے بخت خوابیدہ سے کسکو تھی امید بیداری الغرض ہم
مین محض خاموشی تھی از خود فراموشی تھی کہ ناگہان [illegible]

راستہ بتایا شعر ❊ دل سے اک دل کو راہ ہوتی ہے ❊ بے اثر کب یہ چاہ ہوتی ہے ❊ باہم
آنکھیں چار ہو گئیں سنان الفت سینوں میں دوسار ہو گئیں شعر ❊ دیکھ کر حسن صنم اللہ یاد آیا مجھے ❊
چار آنکھیں ہو گئیں چشم بصیرت ہو گئی ❊ اوسی عالم میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سیم اندام مجھ کشتہ و
ناکام کو اشارۂ ابرو سے قریب اپنے بلاتی ہے اور ہزار ہزار عشوہ و ناز سے اور لاکھ لاکھ کرشمہ و
انداز سے کنایتاً بیٹھنے کو فرماتی ہے یہ حال دیکھ کر نزدیک تھا کہ شادی مرگ ہو جاؤں فرصت
غم کھانے کی نپاؤں فوراً زبان نیاز سے یہ شعر پڑھا شعر ❊ تو شاہ بتانی و من خستہ چکارا ❊ شایان
چہ عجب گر بہ نوازندہ گدارا ❊ اور عشق سے ڈگمگاتا رعب حسن سے لڑکھڑاتا آگے بڑھا گو انداز و
اسلوب محبوب سے بالکل اجنبی تھا مگر حسب ایما اوس حور شمائل کے قریب جا بیٹھا شعر ❊ جب
ادا کر چکے وہ رسم ادا ❊ پھر بدل پوچھا ماجرا دل کا ❊ میں نے حال پر ملال راست راست بے کم و کاست
ان انداز سے بیان کیا کہ شام تک قریب اختتام پہونچنے نہ پایا جب لیلی شب نے ستاروں سے
اپنی پیشانی کو افشان کیا اور ماہتاب بیقرار مجنون وار واسطے ملاقات کے چلا اپنے دل زار کو
انتشار راز کا اضطرار ہوا طبیعت کو گھر جانے کا انتشار ہوا خوف زیادہ رات جانے کا پیش نظر ہی
ہوا میں حال دل کا ساعت بساعت نوع دگر ظاہر اٹھنے میں قباحت گھر جانے میں مصلحت
باطنا وہ سراسر راحت یہ بالکل قیامت عجب طرح کے پس و پیش میں پڑا آخر کو یہ شعر پڑھا شعر
دو گونہ رنج و عذاب ست جان مجنون را ❊ بلای صحبت لیلی و فرقت لیلا ❊ شب کا ہنگام تردد
کا مقام جوانی کا جوش کمسنی کا خروش پہلے پہل کی جان نثاری طرہ او سپر ناتجربہ کاری
شعر ❊ وہ دوری کو کیونکر گوارا کرے ❊ کہ جو جانکر جان جان پر مرے ❊ طوعاً و کرہاً میں نے کہا کہ
اگر ناگوار خاطر عاطر نہو تو کچھ حال دل السلسل عرض کروں اور اس قصۂ طول و طویل کو مجبوری
ناتمام چھوڑوں وہ تو نکتہ سنجی میں طاق تھی سخن سازی میں مشاق تھی مطلب کو جانتی تھی مگر
[illegible] جانتی تھی مسکرا کر بولی کہ خوف نہ کہا سے کچھ فرمایا ہے فرماتے میں نے کہا کہ نزدیکی نصیب دوستان
دوری [illegible] دشمنان [illegible] کہ ابھی سنجاؤں [illegible] سرگذشت کہہ سناؤں [illegible]

امور کے رخصت ہوتا ہون دیدہ و دانستہ فرصت وقت ہاتھ سے کھوتا ہون گو ظاہر اسباب میرا
آنا آپکا بلانا بے سبب ہی مگر باطناً دونون امر کا نتیجہ خالی از حکمت کب ہی آنا جلسہ بہت غنیمت ہی مگر
کیا کہون جو مجھے ضرورت ہی پہلے اوسنے تجاہل عارفانہ کیا سن لیا پر سیر اکہنا نہ کیا پھر کچھ سوچکر بولی
کہ بہتر ہی جاسیے نیند آتی ہوگی آرام فرماسیے کبھی اپنے گھر مین جو گھبرانا دل چاہے تو یہان چلے آنا
اِس کلام فرحت پیام کے سنتے ہی نخل مرام نسیم کامرانی سے چمن چمن نہال ہو گیا اور دامن مدعا
نقد شادمانی سے مالامال ہو گیا خاطر کو باغواے محبت شگفتگی ہوتی اور طبیعت کو بتقاضاے الفت
وابستگی ہوتی یہ شعر یاد آیا فی الفور زبان پر لایا شعر سازم قدم ز دیدہ وام ہسپوے تو بنا ہر قدم بدیدہ کشیم کیا خاک کو تو

دوسری داستان تیر عشق کا دل پر کھانا گھایل ہو کر گھر مین آنا درد فراق سے تمام شب چلانا صبح ہوتے ہی وہان پھر جانا

شعر الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا ❊ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا ❊ محرر
انشاے عشق و محبت ادرنشی املاے حب والفت حال تو گرفتاران پنجہ اشتیاق اور آل تازہ مبتلایان
بلاے فراق قلم درد والم ادرخامہ اندوہ و غم سے صفحہ دوری اور کاغذ مہجوری پر اس طرح لکھا ہی کہ
جب انجام کار یار دلدار سے رخصت ہو کر جبراً و قہراً اندر سے باہر آیا بپاس دور اندیشی قدم آگے
بڑھایا حالانکہ مکان محبوب نزدیک تھا مگر دوری پیش نظر ہوتی کیا کہون کہ جو اوس گھڑی حالت
دل وحشت اثر ہوتی طبیعت برخاستہ ہوئی درد دل مین اوٹھا اور بے اختیار سلسلہ صبر و قرار
ہاتھ سے چھوٹا بے سر و سامانی کے خیال آنے لگے سر بسر پاؤن لڑکھڑانے لگے زور بدن کا دفعتاً
گھٹا گر جسطرح ہو سکا آگے بڑھا غرض اوٹھتا بیٹھتا مکان پر آیا ہو کا عالم نظر آیا روح خیال زلف مین
بیقرار تھی زنجیر ہر دروازے کی صورت مار تھی ہر گھڑی سلسلہ گیسوے عنبر پیش نظر تھا حلقہ در دہان
اژدر تھا سوداے زلف مین جینا محال نظر آیا ہر موی تن وبال جان پایا خوف افشاے راز سے چیخکر
رو نہ سکتا تھا طمع وصال مین جان اپنی نہ کھو سکتا تھا جب ہجوم آلام جدائی سے روح قالب
مین گھبرانے لگی اور بیقراری ازحد دل دکھانے لگی اوسوقت قلب نے آواز دی کہ بیٹے بہت ضبط

کی تدبیر کی مگر بقول شاعر شعر نالہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان در کشم + سینہ میگوید کہ من تنگ
آمدم فریاد کن + پھر اچھی طرح بدنامی کا سامان ہوا درد جدائی سے نالان ہوا ہر دم
گریہ وزاری اور آہ و بیقراری تھی عین یاس مین ندی لہو کی چشم تر سے جاری تھی شعر آتش
ہجر دل جلانے لگی + پھر تو بیموت جان جانے لگی + ضعف سے جسم سنسانے لگا + دم ایک
غش آنے ایک جانے لگا + دست وحشت سے گریبان چاک تھا بستر خواب دامن صحرا سے
ہولناک تھا چارپائی پلنگ کی چارپائی پلنگ تھی تپ فرقت سے جسم جلتا تھا پلنگ پر پڑا
کروٹین بدلتا تھا شعر الغرض وہ بھی عجب ہنگام تھا + خواب کا آنا خیال خام تھا + لب پر آہ و
بیقراری آنکھون کو شوق اختر شماری روی سحر کہین دکھائی نہ دیتا تھا دل مضطر کسی پہلو
چین نہ لیتا تھا جبکہ اشتیاق صبح کا بڑھتا تھا تو یہ شعر سعدی کا پڑھتا تھا شعر سعدیا نوبتی
امشب دہل صبح بکوفت + یا مگر صبح نباشد شب تنہائی را + ناگہان دل بیجان مین جان آئی
نسیم سحر آمد خسرو خاور کا مژدہ لائی روشنی ستارون کی دور ہونے لگی سیاہی شب کی
کافور ہونے لگی اشجار برگ برگ عبادت نخلبند حقیقی مین ہلنے لگے غنچے چمن چمن طاعت باغبان
حقیقی مین کھلنے لگے مرغان سحر نواز نالۂ شب خیز اوٹھانے لگے طائران نغمہ پرداز ترانۂ طرب انگیز
گانے لگے طلوع آفتاب کا عالم امیدوار ہوا سپیدۂ سحر کا مشرق سے نمودار ہوا مسجدون مین
اذان ہونے لگی عبادت خلاق دو جہان ہونے لگی [illegible]
وضو کر کے پہلے ادا کی نماز + بس جبکہ سجادہ نشین فلک چہارم نے ظہور کیا دل مین اشتیاق
نے وفور کیا صدمۂ ہجران سے جان جاتی تھی دوری دم بھر کی کسکو بھاتی تھی فوراً بستر
کو چھوڑ کر مکان سے مونہہ موڑ کر کوچۂ محبوب کی راہ لی خاطر دل کی خاطر خواہ کی شعر علی الصباح
چو مردم بکار و بار روند + بلاکشان محبت بکوی یار روند + جو نہین تحمل اوس حور شمائل کا
نظر آیا روح نے موقع قرار کا پایا ناگاہ ایک خواص خاص ڈیوڑھی پر آئی اور یہ مژدہ
زبان پہ لائی کہ ای بندۂ خدا اطمینان کو ہاتھ سے نہ دے صبر و تحمل سے کام لے رات سے
اوس بلبل چمنستان خوبی کو اس روش بیقراری ہے گویا کسی گل گلستان محبوبی کی چمن

انتظاری ہی شعر رات بھر کرب مین بسر کی ہی + کیا کہون کس طرح سحر کی ہی + یہ خبر فرحت اثر
سنکر دل نے کمال سرور پایا بیساختہ زبان پر یہ شعر آیا بیت بدین مژدہ گر جان فشانم رواست
کہ این مژدہ آسایش جان ماست + یہ کہہ سنکر مکان مین گیا پاس محبوب کے ایک آئین گیا
دیکھا فرش خواب پر کہ اپنے اقسام مین لاجواب تھا با چشم نیم وا استراحت فرما ہی ابیات
مینے پوچھا مزاج کیسا ہی + ہنس کے فرمایا شکر اچھا ہی + اونکی ہمجولیان جو بیٹھی تھین + اون سے
باتین ادہر ادہر کی رہین + جب کچھ ایما اوس ماہ لقا کا اور اشارہ مجھ گرفتار بلا کا پا کے وہ سبکی
سب از راہ حیا و ادب بہ مصلحت وقت بہانہ ہاتھ و مونہہ دہونے کا بنا کے بصد آب و تاب اس
مکان سے چلی گئین دل نے کہا کہ اس سے بہتر کوئی وقت نہین بسم اللہ جو کچھ منظور ہو بیان
کر و راز دل اپنا شوق سے عیان کرو شاید حال زار تیرے پر اس عیسی نفس کو رحم آئے اور تیرے
درد لا دوا کا علاج ہو جاے شعر پہلے ہاتھون سے دل کو تھام لیا + بعد اوسکے یہ مینے عرض کیا +
ای نازنین نازک مزاج حسینون کی سرتاج شعر ضبط اب ہو نہین سکتا ہی صنم مرتا ہون + عرض
کرتے ہوے بھی آپ سے مین ڈرتا ہون + حکم ہی حال مین اظہار کرون یا نکرون + کچھ علاج
دل بیمار کرون یا نکرون + لگاوٹ جو باتون مین بطور رباعی ناز و ادا سے بیساختہ مسکرائی
مینے اجازت فحوای پائی تن بیجان مین جان آئی شب کی بیداری سحر کی انتظاری فرقت مین رونا
جان کا کھونا خیال زلف مین پریشانی یاد چشم نرگسین مین حیرانی دل سے باتین کرنا ٹھنڈی
سانسین بھرنا خشکی لب کی تاریکی شب کی ہو کا عالم جدائی کا غم شدت تپ کی درازی
شب کی ناتجربہ کاری نو گرفتاری دل کا اضطراب راحت کا جواب عالم تنہائی صدمہ جدائی
شعر غرض مجھکو جو یاد آتا گیا + وہ مین اونکو بالکل سناتا گیا + فقط خالی ماجرا اپنا نہین سنایا
دل بھی غم سے بھر آیا ادہر مین چشم پر آب ادہر وہ بیتاب محبت نے اپنا اثر کیا اونکو بے چین
کر دیا آخر کار بے اختیار ہو کر فرمایا کہ ہمین بھی رات سے فلک نے عجب صدمہ دیکھایا کہ بعد
تمہارے جانے کے خود بخود طبیعت اداس ہو گئے خدا جانے کہ جینے سے کیون یاس ہو گئی
صبح تک بیتابی دل نے رولایا آرام تو خواب مین شب کو نہ آیا نہین معلوم کیسی رات تھی دل

جانتا ہی کہ جیسی رات تھی یہ کلام محبت پیام اوس محبوب مرغوب سے سنکر بیقراری دو دونی ہوگئی اور سیاہی بلای مہجوری کی کافور ہوگئی پھر اشتیاق کب مانتا تھا فساد نشیب و فراز کہان پہچانتا تھا تصور بندھا کہ جو مرکوز خاطر ہی کیجیے بل تامل کو شیشہ دل مین جگہ دیجیے اسوقت بکشادہ پیشانی عقدہ دانستہ حل ہو جاوے مگر راز اسکا کھلنے نہ پاوے ہنوز خیال خام تھا فقط تصور کا اہتمام تھا ناگاہ دلبر بے نظیر نے مافی الضمیر پر اطلاع پاکر بیساختہ ناز و ادا سے مسکرا کر فرمایا شعر
اشتیاق اس گھڑی زیادہ ہی ÷ جان کی خیر کیا ارادہ ہی ÷ دلمین منصوبے گرچہ لاکھ کرو ÷ وہ نہ ہوئیگا تم جو سمجھے ہو ÷ حواس اپنے جمع فرمایئے آدمی کے لباس مین آیئے اول محنت بعدہ راحت تعجیل قصوریت تاخیر ضروری ہی بہت بنی بات ورنہ بگڑ جایگی ÷ یہ جلدی ذرا بھی نہ کام آیگی ÷ بجز اشارہ فرحت افزا کے خاموشی کا قائل ہوا سکون زبان سے تالو کو کام حاصل ہوا سکوت کرنے کا اہتمام ہوا گویا مجھکو الہام ہوا خوشی یار کی اختیار کی کلام جانان کی تائید بیشمار کی ارادہ گھر جانے کا مصمم تھا دل جو دیکھا تو بہت کم تھا دل تھوڑا ہوگیا درد سے بدن پھوڑا ہوگیا مگر باتون باتون مین اجازت حاصل کی راہ فوراً اپنے مکان کی لی الغرض جب مکان پہ آیا رات بھر صدمہ جدائی اوٹھایا جو کہ یہی ایک صورت تسکین تھی صبح ہوتے ہی پھر ملاقات حاصل کی بس اسیطرح تمام دن یاری طالع بیدار سے عیش و آرام رہتا تھا اور رات بھر خوابیدگی بخت خفتہ سے رنج و آلام سہتا تھا

تیسری داستان چند سے مصلحتاً جانے مین توقف کرنا عمداً درد جدائی مین مرنا پھر اغیار کی شرارت ظاہر مین جانے کی ممانعت خفیہ ملاقات رہنا صدمہ دل پر سہنا آخر بصلاح محبوب دوست و آشنا ساتھ لیجانا اپنے گھر مین اونکو لے آنا

اشہب قلم خوشخرام اور توسن خامہ سبک لگام میدان قرطاس احوال ناتجربہ کاری اور بیابان کاغذ افعال ایزد باری مین اس طرح سرگرم جولان ہوا اور اس روش سے جست و خیز کنان ہی کہ جب آمد و رفت ہر روز مین ایک مدت ہوئی اور بہر مواصلت جسمانی سب طرح روح کو تقویت ہوئی تو ایک دن بمصداق مصرعہ شاعر ع قدر کھو دیتا ہی ہر روز کا آنا جانا ÷ کچھ دنون وہان کا

جانا اچھا نجانا ناچند سے سلسلۂ آمد و رفت ترک کیا چار نچار یا ہوئی بار فراق سر پر لیا یہ بھی نمونہ
گرفتاری ہی کا ہو اور نہ نشہ نا تجربہ کاری ہی فقط خیال خام و سودای ناتمام ور نہ جبتک کہ ربط دل و
جان ہی ضبط ایسے مقام مین خارج از امکان ہی دو ہی دن مین عجیب حال ہوا صدمہ دل پر کمال
ہوا ایک روز بہت افسردہ دل ہوا اپنے کیے پر منفعل ہوا طبیعت بہت گھبرائی تاب دوری کی نلائی
ناچار طرف کوچۂ یار کے روانہ ہوا زندگی کا یہی بہانہ ہوا عند الملاقات دیر تک ادہر ادہر کی باتین
رہین ناز سے نیاز کی گھاتین رہین جسم نے جان کو دلمین پایا ماجرای مقصود خاطر خواہ سنایا اپنی
سرگذشت جدائی کی تمام نہونے پائی تھی درستی دیر آنے کی قریب اختتام نہ آئی تھی ناگہان ایک
شخص انسان صورت حیوان خصلت کہ مین اوسے نجانتا تھا شکل و شمائل اوسکی نہ پہچانتا تھا نہایت
بیباک سراپا کا واک آیا اور دفعۃً پردہ کمرہ کا اوٹھایا جب کہ اوسوقت آنا ہر کس و ناکس کا ناگوار خاطر یار
تھا خصوصاً اوس شخص سے زیادہ عار تھا طعن سے کہا کہ ذات مبارک سے آرام نہین یہان ایسے
بد وضعون کا کام نہین حال اپنی طبیعت کا بتلا دیا اکبار نہین سو بار سمجھا دیا نہین معلوم کیا دل
مین سمائی ہی یا کہ شامت آئی ہی شعر گھر سے جب اوٹھے یان چلے آئے * مجھکو یہ ہوش نہ خدا
نہ دکھایا سیئے * اس کلام جگر خراش نے دل اوسکا توڑ دیا اوسنے پردے کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور پژمردگی
آشفتگی اپنی ظاہر کی طرفۃ العین مین راہ اپنے مکان کی لی مگر دوسرے روز وہ بیہمت بےصلاح
ایک عورت کہ وہی صاحب خانہ تھی سب طرح پیش ہوا تاتھی ایسی تدبیر عمل مین لایا کہ پھر با اعلان
ہمنے موقع جانے کا نہ پایا دل سے کہا کہ اب دیکھا چاہیے فلک شعبدہ باز نیرنگ ساز بازی کو
کس ڈہنگ سے پہر اوٹھاتا ہی اور زمانہ چلے پر داؤ بہانہ بازی کے کس رنگ سے دکھاتا ہی صدمہ دل
پر کمال ہوا تردد لاحق حال ہوا لاکھ ہر اپنا مان و توقع مین آیا باطن مین عروس مطلب نے مونہہ دکھایا
چندے برای نام یون شاد کام رہے کہ جانبین سے نامہ و پیام رہے ہر چند کہ ظاہر مین سراسر پریشان
تھا لیکن بمقتضای الکتوب نصف الملاقات گونہ اطمینان تھا جب زیادہ طرفین سے محبت کا جوش ہوا تقاضا
سے شوق کا خروش ہوا تاب ادہر ہی باب مهاجرت نہ ادہر طاقت مفارقت تدبیر وصال بہم پہنچانے کی لا بدی آخر

کو در پردہ آمد و شد ہوئی حسن اتفاق سے ایک دن اوس انسان صورت پری سیرت نے کہا کہ
جبتک ہو سکا صدمہ دل پر سہا اب کسیطرح گوارا نہیں ہر وقت کا رنج گوارا نہیں ہر گھڑی کا کھٹکا سہا نہیں
جاتا سخت حیران ہوں کچھ کہا نہیں جاتا جسکو دیکھو لہو کا پیاسا ہے نہ تسلّی نہ کچھ دلاسا ہے شاید تمہارے
پوشیدہ آنے کی خبر حسن پائی ہے جو مجھپر اور آفت آئی ہے ہر وقت مونہہ میرا تکتی ہیں جو
چاہتی ہیں بکتی ہیں شعر حق و ناحق بھی مجھسے جلتی ہیں + کف افسوس اپنے ملتی ہیں
لہذا پہلے سے دور اندیشی کرنا اچھا ہے آیندہ جو تقدیر میں لکھا ہے خدا جانے کیسی افتاد
پڑے تھوڑی بات زیادہ بڑے ہے کسی چال سے اس بلا کو ٹالو یہاں سے نکل چلنے کی
راہ نکالو چونکہ یہ امر منظور خاطر تھا بیساختہ زبان سے نکلا بیت گر قدم رنجہ کنی جانب کاشانۂ ما
رشک فردوس شود از قدمت خانۂ ما + فی الحقیقۃ ایک رنگ پر گردش لیل و نہار نہیں
فی الواقع کسیطرح زندگی لائق اعتبار نہیں ظاہر ہے کہ یہ پوشیدہ ملاقات کب تک رہیگی
ہر وقت کا رنج طبیعت کیونکر سہیگی جو کچھ منظور ہے فوراً عمل میں لائے توقف اس صورت
میں مطلق نہ فرمائے شعر اگر بہ سیر چمن میروی قدم بردار + کہ ہمچو رنگ حنا میرود بہار از دست
یہ سنکر فرمایا کہ ہمکو بھی تعجیل منظور ہے مگر اس امر مخفی کے لیے پردۂ شب ضرور ہے دو چار دن
اشنا جمع فرمائیے شش و پنج تنہائی سے باز آئیے دشمن کو کبھی حقیر نہ جانیے جو کہتے ہیں اوسے
دل لگا کے مانیے پہلے سے بند و بست کر لیجیے تب اس کام میں دخل دیجیے ورنہ دھوکا اوٹھائیے گا
بعد اسکے بہت پچھتائیے گا بلفظہ شیطان مجسم بدل دشمن جان ہیں رنج دینے کے بڑے
بڑے سامان ہیں امر واقعی بتاتے ہیں مصلحتاً تمکو سمجھاتے ہیں یہ سنتے ہی بہت خرسند ہوا
از حد رضامند ہوا فوراً مکان پر آیا مشیروں کو یہ ماجرا سنایا اتفاق سے اون سب نے
سکوت کیا مجھکو کسی نے کچھ جواب نہ دیا جب یہ واقعہ لاکلام اون سے وقوع میں آیا میں نے
بے قیل و قال موقع گفتگو کا پایا گویا شوق گویائی بڑھا بیساختہ یہ قول شاعر کا پڑھا بیت
دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست + در پریشان حالی و درماندگی + اور یون تو برائے نام

ہر ایک کو دعوے محبت ہی دشمن بھی ہو ظاہر مین نہین کہتا کہ مجھے عداوت ہو مگر عندالامتحان حقیقت
آشنائی صادق کی کھلتی ہی میزان آزمایش مین جنس وفاداری تلتی ہی اور مجھے ہرگز وہم بھی نہ
ہوتا کہ آپ سے شناوران بحر وضعداری مجھے تنہا اس ورطۂ اضطراری مین چھوڑین اور آپ سے
غواصان دریائی وفاداری لنگر کشتی امید میرا مخالف بے اعتنائی سے عین گرداب اضطرار
مین توڑین ذرا غور تو فرمائیے ہوای ناانصافی سے باز آئیے جب آپ سے گوہران صدف
خصوصیت شریک آبرو ہونے مین چشم پوشی فرمائین راہ محبت صمیمی اور مروت قدیمی اور جلوۂ
خاص اختصاص سے پلٹ جائین پھر کس طرح مین عرق میل حیرت و تعجب نہون مثل ماہی بے آب
کیون نہ تڑپون نہین معلوم کہ کیا خاطر دریا متلاطم مین جوش آیا ہی جس سے بحر سکوت مین ایسا غوطہ
لگایا ہی اگر میرے رونے پر ہنسی سوجھی ہی کوئی چیستان میری محبت کی بوجھی ہی تو یہ بھی بعید از محبت
اور دور از مودت ہی کہ ہمارا دل تڑپ رہا ہی تم اور ہنس ہنس کر خرمن ہستی پر بجلی گراؤ بلکہ چاہیے تھا
کہ بارش باران اشک حسرت سے آتش غم والم کو بجھاؤ مگر ہم تو خوب جانتے ہین یاران زمانہ کو
پہچانتے ہین بہر حد و ہر شخص کے ذات جناب باری ہی ہر دم یہ شعر حافظ کا بحر ہزج مین زبان پر
جاری ہی شعر شب تاریک و بیم موج و گرداب چنین حائل + کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا +
اگر اس جزیرۂ وحشت خیز مین توقف منظور ہے جو واسطے ہر چار امور مشکل کے ضرور ہو تو یہ قصور
معاف کرو جواب مجھے صاف دو ورنہ اس اہتمام مین کام میرا تمام ہو جائیگا وقفہ مطلق
کام نہ آئے گا شعر بدام انتظار او من آن صید گرفتارم + کہ جانم میرود چون بر سرم صیاد می آید +
اور مین تو جان سے ہاتھ دھوے بیٹھا ہون آبرو چاہ مین کھوئے بیٹھا ہون جس دم یہ کلام
پرآب و تاب مجھے بگوش ہوش سماعت فرمایا دریائی غیرت اون بہادرون کا جوش مین
آیا جابجا ادب نے سر زانوی حیرت سے اوٹھائے اور بکثرت ندامت سے عرق انفعال
مین نہانے چاہتی تھی کہ تھوڑی دیر اور گردنین جھکائین تلاطم امواج تساہل سے ذرا مین نے دیکھا
کہ مہر دریائی رنج والم بڑھا مونہہ اوترگیا بیساختہ مین پاس مین یہ شعر پڑھا شعر میارا ہی بخت ہم

پر شمع جلتی تھی نہ کچھ انکار کا خیال نہ کچھ اقرار میں قیل و قال لا و نعم برای نام تھا غرض حرف مطلب
سے کام تھا آگے سے اوس رشک ماہ چاردہ کی شادمانی کمال ہوتی شب فراق مبدل بشب وصال
ہوئی غنچہ امید کے کھلنے کا اشتیاق تھا مدعای مراد کے کھلنے کا شوق بالای طاق تھا ادہر اسباب
سامان وصل کا طیار ہوا ادہر فلک در پے آزار ہوا شعر کبھی دو کو اکٹھا تا نہیں + کسی کا ایسے
وصل بھاتا نہیں + دغابازی اور فسون سازی اپنی یوں دکھائی کہ خبر فرار ہونے اوس ماہ پارہ
کی بداندیشوں کو پہنچائی +++

چوتھی داستان رقیبوں کا پوشیدہ چلے جانے پر آگاہ ہونا تلاش میں اوس سمت کے سراسیمہ و تباہ ہونا آخر مقدمہ کو حاکم تک پہنچانا کوتوال ہمراہ لا کر اوسکو لیجانا پھر ہماری محنت کا ساتھہ راحت کے مبدل ہونا اس جھگڑے کا حسب خواہش فیصل ہونا

محرران حادثہ محبت اس طرح تحریر کرتے ہیں اور منشیان واقعہ الفت اس طور تسطیر کرتے ہیں کہ
یہ شعلہ عشق بلای ناگہانی ہی اور باعث کرب روحانی ہی ہر جگہہ نئی صورت دکھاتا ہی ہر مقام پہ
تازہ فقرہ بناتا ہی عجب عجب چال کرتا ہی طرح طرح پایمال کرتا ہی کہیں شمع سان پگھلتا ہی کہیں پروانہ
وار جلتا ہی کہیں خزان ہی کہیں بہار کسیوقت گل ہی کسیوقت خار کہیں جام شراب ہی کہیں جگر کباب
ہی شعر رنگ چہرہ کا زرد الے ہی + دلمیں جیسے ہی درد الے ہی گمان تو یہ سامان راحت کا دکھای
اور کہاں دفعتاً اس آفت میں پھنسا یعنی وہ لوگ مثل فتنہ کے خواب سے بیدار ہوئی آتش
غضب سے مانند پارہ کے بیقرار ہوتی مکان اوس حور سے خالی پایا دل غم سے بھر آیا فساد اوٹھانے
کا التزام کیا فتنہ برپا کرنے کا انتظام کیا ایک دوسرے سے بگڑا کوئی تدبیر بن نہ آئی آخر رفتہ
رفتہ خبر کوتوالی میں پہونچائی افسر نے تعجب کیا کچھ جواب نہ دیا مگر نائب کو بلایا یہ حکم خاص سنایا
کہ تم چند سپاہی لیکر ان لوگوں کے ساتھہ جاؤ عورت گم گشتہ کا پتا لگاؤ حرص سے پرہیز کرنا راہ
طمع میں قدم نہ دہرنا ورنہ پچھتاؤگے نوکری سے موقوف ہو جاؤگے نائب صاحب ساتھہ اون کے

سپاہی ہوئے ہمراہ چند سپاہی ہوئے رقیبون نے پتا بخوبی لگایا ہمارے گھر کا رستہ بتایا
اونہون نے عنان سمند عزم کو اوسی طرف پھیر دیا فوراً آکر مکان مجھ گرفتار رنج والم کا گھیر لیا جسوقت
مینے دروازے پر شور وغل پایا حیران وششدر باہر آیا ہجوم کثیر دیکھکر گھبرایا یہ شعر زبان پر
لایا بیت این چہ شوریست کہ در دور قمر می بینیم * ہمہ آفاق پر از فتنہ وشر می بینیم * نائب صاحب
مجھکو دیکھکر قریب آئے بہت کلمات عنایت فرماتے اولاً منشاء قانون بتایا پھر بطور خود سمجھایا
ہمین تو کوئی مکر وحیلہ یاد نہ تھا اور حاکم سے فساد کرنے مین کچھ مفاد نہ تھا لہذا پھر مکان مین آیا
اوس سیمتن کو سراسیمہ پایا بیان کیا کہ سینہ ہمارا اسقدر راحت سے خالی ہے دشمنون نے بلا
کی تدبیر نکالی ہے بغرض تمہاری گرفتاری کے آئے ہین نائب کوتوال کو ساتھ لائے ہین جسدم
یہ ماجرا ہوش ربا سنایا بہزار اندوہ ویاس فرمایا شعر من در چہ خیالیم وفلک در چہ خیال *
کار یکہ خدا کند فلک را چہ مجال * ای سرگردان وادی محبت وی پریشان بادیہ محنت
آگاہ ہو کہ خداوند عالم نے نہین معلوم کیا لوح تقدیر پر ارقام فرمایا ہے کہ سوای حوادث رنج والم
کوئی اثر خوشی کا سامنے نہین آیا ایک آفت ٹلنے نہین پاتی ہے کہ دوسری قیامت درپیش آتی
ہے عمر بسر ہوتی وبال ہے زندگی باعث ملال ہے یاس میرے حال پر مایوس ہوتی ہے چشم ناامیدی
حال زار پر روتی ہے معلوم نہین عیش وطرب کس کا نام ہے حرف مقصد غلط ناکامی سے فقط
کام ہے نہ کبھی بلای شام الام کو جاتے دیکھا نہ ہوای روز فیروزی کو آتے سنا شعر دوران
فلک کہ بیدار است * وگاہ خزان گہے بہار است * خیر مرضی مولی از ہمہ اولی شعر جو کہ لکھا
خوب لکھا دسترس ہوتا اگر * چومتے ہم ہاتھ اپنے کاتب تقدیر کے * مگر اب مخالفون سے
لیے ایسی تدبیر ہو کہ جو ہر طرح موافق تقدیر ہو کوئی دغدغہ باقی نہ رہے پھر کسیطرح کا وسوسہ
طبیعت نہ سہے ورنہ ایسے ایسے مفسدے ہوا کرینگے ہر روز ایک نئی آفت بپا کرینگے لذت قلبی
کامل نہ ہوگی حلاوت زندگی حاصل نہوگی بیت فکر شب نہ تلخ دارد جمعہ اطفال را * عشرت
امروز بے اندیشہ فردا خوش است * لامحالہ اسوقت پردہ شب مین جانا ہمارا عین مصلحت ہے

ورنہ چشم پوشی مین دن نکل آتا بڑی قیامت ہے شعر اگر زندگی ہے تو ملجائینگے ٭ خدا چاہے کل کو
چلے آئینگے ٭ ادہر تو یہ سخن لب پر ادہر پیام جدائی سے حال ابتر ہجر کا یارا نہیں وصل کا چارہ
نہیں شغل گریہ وزاری دخل آہ وبیقراری موت روز موعود کے انتظار مین اجل ایام عمر کے
شمار مین بیت نہین زانو سے سر اوٹھتا یہ بار سر ہے گردن پر ٭ الٰہی صدمۂ فرقت نہو دشمن کے
دشمن پر ٭ جب اوس محبوب طناز سراپا ناز نے اسقدر بیتابی اور اسقدر اضطرابی دیکھی ضبط
کی طاقت نرہی آبدیدہ ہوکر اور مجھے رولایا واسطے تسکین کے اس طرح فرمایا کہ بیقراری پر
تمھاری نہایت ترس آتا ہے مگر کیا کرون کہ فلک تفرقہ پرداز تمسے چھڑاتا ہے منظور نہیں کہ مفارقت
دم بھر کی گوارا کرون لیکن خواہش تقدیر سے مجبور ہون گو سواد شب ہجران شروع ہوتا ہے
مگر حقیقت مین آفتاب امیدواریان طلوع ہوتا ہے بیت نہین معلوم یہ مثل شاید ٭ اینچہ دیر آید
درست آید ٭ تحمل پر دارو مدار ہے ضبط ہر حال مین درکار ہے ع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین
دارد ٭ یہ سنتے ہی مجبور ہوا روکنے سے معذور رہا کہا کہ خیر جائیے توقف نفرمائیے بیت
در دلم بود کہ ہرگز نشوم از تو جدا ٭ چکنم چارہ ندارم کہ جدا کرد خدا ٭ رخصت کرنے کو تو رخصت
کردیا روانہ اونکو بمقتضای مصلحت کردیا مگر دل پر درد غم کھانے لگا کلیجا مونہہ کو آنے لگا
طاقت طاق ہوئی زندگی شاق ہوئی سودای گیسو وبال جان اس سلسلے سے اور بھی
دل پریشان نیند خواب رات کو حرام ہوگئی عمارت خیال وصال کی خام ہوگئی قصۂ عیش و
طرب تدبیر نے تمام کیا مجمع کرب وقلق نے بصلاح تقدیر آکے سلام کیا نیند نہ آئی مگر سامان
مواصلت خواب ہوگیا کچھ دیر نہوئی تھی کہ اطمینان وعافیت سے خواب ہوگیا شعر فریاد
از دست فلک بے بنیاد ٭ ہرگز گرہ بستہ کسے را نکشاد ٭ جائیکہ دلی دید کہ داغے دارد ٭ صد
داغ دگر بر سر آن داغ نہاد ٭ الغرض بقیہ شب بسر ہوئی خدا خدا کرکے سحر ہوئی شعر گجر بھی
بجا اور چلی توپ بھی ٭ صدا لے موذن بھی آنے لگی ٭ وہ نور کا تڑکا دلمین طرح طرح کا دہڑکا
ستارون کی وہ کم کم چمک نظارۂ صبح کی وہ جا بجا الگ غنچون کا باد صبا سے چٹکنا بلبلون کا یاد خدا

میں چمکنا نسیم سحری کی سکر وہی مرغان سحر کی نغمہ گری جس وقت گل آفتاب اعزاز نسیم سعادت سے
پھولا میں پژمردہ دل سیر باغ دنیا کی بھولا صدمہ ہجر سے جان پر بنی تھی دل میں کچھ اور ہی
ٹھنی تھی فوراً جو پایہ دلدار ہوا سوہی کوتوالی سرگرم رفتار ہوا آخر دوان دوان احاطہ
کوتوالی میں پہونچا عجب طرحکا حشر برپا دیکھا یعنی اوس سرو قامت پر عجب قیامت کی گھڑی ہے
سامنے حاکم عدالت کے برخاستہ کھڑی ہے چاہا کہ پہلے کسی عملہ سے کیفیت دریافت کیجیے
بعد اوسکے افسر صاحب سے ملاقات کیجیے روئیداد مقدمہ بوجہ احسن معلوم ہو جاے کہ بیان طالب
و مطلوب میں سر مو فرق نہ آئے ابھی یہ سوچ رہا تھا ناگاہ اثناء راہ میں ایک شخص کو دیکھا
اہل عملہ سمجھکر بہت سا التیام کیا آداب شایستہ سلام کیا اونکو میرے حال زار پر رحم آیا بعد
غور و تامل کے فرمایا کیا وجہ ہے کہ مضطرب یہاں آگئے ہو کیا صورت ہے جو اسقدر گھبرائے ہو
جبکہ میں نے اونکو صاحب دل مشفق کامل پایا جو کچھ ہوا تھا سب ہو بہو سنایا اونہوں نے طرز تقریر
سنکر بیان کیا کہ شاید آپ نے مجھے اور ہی گمان کیا میں ہرگز نوکر سرکار نہیں معاملہ کا واقف کار نہیں
مگر اتنا معلوم ہے بالا بالا اسقدر مفہوم ہے کہ یہ عورت انسان صورت پری سیرت جو سامنے کھڑی
ہے سخن فہم اور عقلمند بڑی ہے کہتی ہے کہ جہان سے لائے ہو وہیں پونہچا دو جنسے بچھڑی ہوں
اون سے ملا دو ورنہ کل تک زندہ نہ رہوں گی ایسے صدمے نہ کبھی سہے نہ اب سہونگی بلکہ افسر صاحب
نے اوسکی تلاش میں چند ملازم بھی دوڑائے ہیں شاید وہ ابھی تک پھر کے نہیں آئے ہیں
اور یہ تو کیفیت لایق دید ہے نہ قابل شنید ہے ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ * اگر کچھ حرج نہو
تو چندے تکلیف کیجیے بے تکلف اس معاملہ کو دیکھ لیجیے میں نے جیون ہی یہ سب اپنی طلب کا سن پایا
شکر مسبب الاسباب کا بجا لایا اونکو سلام کرکے آگے بڑھا یہ شعر کسی شاعر کا بیساختہ پڑھا بیت

شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز * بر حسب آرزوست ہمہ کار و بار دوست * الغرض جاکے
افسر صاحب سے ملاقات کی وہ خوش ہوے میں جیسے ہی بات کی آدمی با اخلاق تھے سراپا
اشفاق تھے نہایت الفت رفیقوں سے شفیق محبت میں مشہور عدل کے قریب ظلم سے دور افعال

عمیدہ مین معروف تھے غرض بہ صفت موصوف تھے نہایت مہربانی سے پیش آئے تعظیم رسم ملاقات
کے ادا فرمائے بعد اسکے سبب آنے کا استفسار کیا ملنے جو مصلحت تھا وہ اظہار کیا جو کہ سوای رہائی اوس
پابند گرفتار الم کے اور کوئی حکم قانون نہ تھا ظاہر افسر صاحب کا بھی اور کچھ مکنون نہ تھا اس حال مین
مجھپر احسان کرکے دلشاد کرنا مضمون صفت کرم داشتن یاد کرنا تھا غرضکہ افسر صاحب نے مجھسے
کہا کہ آپ نے کیون تکلیف کی یہان آنے کی کیا ضرورت تھی مجھے حال آپکا پہلے معلوم تھا خیر گزشتہ را
صلواۃ جو ہونا تھا وہ ہوا اب بہتر ہے کہ سرکشی بشر سے نہ کیجیے انکو اپنے ہمراہ لیجیے گھر کو تشریف لیجائیے
توقف نہ فرمائیے مین ہمہ تن مشکور ہوا نہایت مسرور ہوا سواری کی درخواست کی وہان حکم کی
دیر تھی فوراً سپاہی مانند رنج کے گئے مثل خوشی کے آئے کہار اور پالکی ہمراہ لائے ملنے ایسا
رشک لیلی کو سوار کیا مجنون وار جان و دل نثار کیا گھر چلنے کا اہتمام کیا افسر صاحب کو سلام کیا خوشی
سے معمور دل کا چاہا نہ ہوا فرحان و خندان وہان سے روانہ ہوا

پانچوین حکایت دنیای ناپایدار کی اور شکایت اپنے انتشار کی

شعر۔ منہ دل برین دیر ناپایدار + ز سعدی ہمین یک سخن یاد دار + ستم رسیدگان گردش روزگار
اور مصیبت زدگان بلا لیل و نہار حکایت کجرفتاری فلک بے مدار اور شکایت جفاکاری دنیاے
ناپایدار اس طرح بیان کرتے ہین کہ ایک حال پر رنگ لیل و نہار نہین ایک چال پہ گردش
فلک کجرفتار نہین دنیای جائی عبرت ہی عالم فانی محل حیرت ہی نئی طرح کی واردات ہی عجب تعجب
کی بات ہی کوئی شاد کوئی مایوس کہین خوشی کہین افسوس کوئی محو عیش و طرب کوئی مبتلاے
طیش و تعب شعر کسی گلشن مین ہی بہار خزان + کوئی شاداب مثل باغ جنان + کوئی وصل
معشوق مین رات بھر سوتا ہی کوئی ہجر محبوب مین صبح تک روتا ہی شراب راحت سے کوئی مسرور
ہی سنگ محنت سے کوئی مثل شیشے کے چور چور ہی شعر کسیکا کندہ نگینہ پر نام ہوتا ہی + کسیکی
عمر کا لبریز جام ہوتا ہی + عجب سرا ہی یہ دنیا کہ جسمین شام و سحر کسیکا کوچ کسیکا مقام ہوتا ہی اور یہ طرز
ستم کچھ نرالا نہین ہے یہ رسم نیا اب نکالا نہین ہے بلکہ ہمیشہ سے یہی انقلاب چلا آتا ہی ہر شخص

زمانے کے ہاتھ سے دکھ درد پاتا ہی ہر شیخ و شاب کو اس دار محنت میں اسیری ہی ایک مزاج پر اسکی
جوانی و پیری ہی خصوصاً آجکل زمانہ بہت خراب ہی جس سے خاص شریف کو عموماً اضطراب ہی فلک جفا کاری
پر آمادہ ہی ستم شعاری زمانے کی زیادہ ہی ہر شخص مبتلای غم ہی خوشی جو دیکھو تو بہت کم ہی اندنوں یہی
طبیعت کو طرح طرح کا انتشار رہتا ہی ہزار ہزار راہ سے ہجوم افکار رہتا ہی ایک مدت سے چاہتا ہوں کہ
اس قصہ کو تمام کروں طبیعت ختم کرنے کی مشتاق ہی کثرت شوق سے ناتمامی اسکی شاق ہی گر زمانہ
گھڑی بھر کی فرصت نہیں دیتا تردد ایک ساعت دم نہیں لیتا اطمینان نے بیوجہ مونہہ پھیرا ہی گردش
فلکی نے ناحق گھیرا ہے جسقدر تدبیر ہوتی ہی مخالف تقدیر ہوتی ہی جان غضب میں گرفتار ہی دنیا کے
مکروہات سے دل بیزار ہی شعر دنیا اک نزال بیوا ہی + بیمہر و فا بیحیا ہی + مردوں کے لیے یہ زن ہی
رہزن + ایمان کی عدو ہی دین کی دشمن + رہتی نہیں ایک جا پہ جم کر + پھرتی ہی برنگ فرد گھر گھر + حت
واسطہ دل بلا منزل سے ایک قلم معدوم ہی صحیفہ غم والم صفحہ خاطر پر بخط شکست مرقوم ہی نام کو بھی تسکین
آرام نہیں سوای ناکامی کے اور کسی سے کام نہیں اگر بھولے سے کبھی مثل گل خندان ہوا ہر شیون
مانند بلبل نالان و گریان رہا ایک برس جناب والد ماجد مغفور نے اس سرای فانی سے طرف
عالم جاودانی کے ارتحال کیا دوسرے سال والدہ معظمہ مرحومہ نے عالم شہود سے جانب
ملک عدم انتقال کیا دو برس میں اپنی سالگرہ کرنے والوں کو رو بیٹھے جنکی گودیوں میں پلے
تھے وہ آغوش لحد میں سوئے پھر تو تنہائی ہوئی لشکر غم والم کی چڑھائی ہوئی شعر سخت مشکل
ہی سخت ہی بیداد + ایک میں خون گرفتہ سو جلاد + کوئی مشفق نہیں شفیق نہیں + بیکسی کے سوا
رفیق نہیں + آہ جو ہمدمی سے کرتی ہی + اثر وہ بھی کمی سی کرتی ہی + غرض کہ تقدیر نے عجیب
حادثے دکھائے نوشتہ پیشانی کی پیش آئی قریب تھا کہ صدمے سے ہلاک ہو جاتا یہ
عنصر بدن خاک ہو جاتا مگر وعدہ کم نہ زیادہ مثل مشہور ہی بندہ محض بے اختیار ہی مجبور ہی شعر
خدا کے ارادے میں تصمیم ہی + نہ تاخیر ہی اور نہ تقدیم ہی + یہ وہ زہر ہی جو گوارا نہیں + مگر
بجز صبر چارہ نہیں + ناچار جبر سا صبر اختیار کیا دل نے اس بات کا اقرار کیا کہ یہ حوادث

سبکو در پیش رہتے ہین دنیا مین سبھی مگر وہ بات سہتے ہین کچھ تمھین پر نئی آفت نہین خاصکر
آپ ہی کے لیے مصیبت نہین اور یہ تو فرمایئے ذرا ہوش مین آیئے کہ شاید آپ ہمیشہ زندہ
رہین سگے غالباً موت کی سختی نہ سہین گے ایک دن مثل مغفور مین کے سفر کر جائے گا اگر زندگی ہے
تو مرجائے گا شعر مناسب ہے ہشیار غافل نہو ٭ مسافر کو لازم ہے کاہل نہو ٭ صرف
آنکھ بند ہونے کی دیر ہے فقط اتنا سمجھ کا پھیر ہے عاقل کو چاہیے کہ اس سیر باغ پر نہ پھولے
انسان اپنی موت کو کبھی نہ بھولے حیات مستعار کا اعتبار نہین زندگی کو کسیکی قرار نہین
حیات بشکل حباب ہے دنیا نقش بر آب ہے نہین معلوم کونسا روز روشن چراغ زندگی کو بجھا دے
خدا جانے کونسی شب تاریک آبحیات کو چھپا دے ایسا نہو کہ یہ داستان ختم نہونے پائے
اور قصہ اپنا تمام ہو جائے پھر یہ ساری کہانی دھری رہے سب چرب زبانی دھری رہے
گو ایسے صدمات مین اختتام اس قصہ کا محال ہے کیونکہ ہوش و حواس مین اختلال ہے مگر شاید
السعی منی و الاتمام من اللہ یاد نہین ہے ہمت مردان مدد خدا سے دل شاد نہین ہے جسطرح
سے ہر موجود کا معدوم ہونا مشہور ہے ایسی تجویز ہر مبتدا کی خبر ضرور ہے جو مخفی ہے وہ ظاہر ہوگا
اگر اول ہے تو آخر ہوگا پس یہ قصہ جو شروع ہوا تو تمام ہو جائیگا اس آغاز کا بھی انجام
ہو جائیگا یہ سوچ کر اشک آنکھون سے پونچھکر محو تقریر ہوا سرگرم تحریر ہوا

چھٹی داستان راہ مین گرمی کی شدت ہونا مارے پیاس کے اوس گل اندام کی غیر حالت ہونا اوس گرمی مین پانی کو جانا یہان اغیار کا آنا جبراً اسکو اپنے ساتھ لیجا کر چھپانا میر کا پانی لانا مطلوب کو نہ پانا

اب رہروان بادیہ محنت و بلا اس چال سے جادۂ تحریر مین پیش قدمی کرتے ہین اور دشت [illegible]
مصیبت و جفا اس رفتار سے راہ منتظر مین پاؤن دھرتے ہین کہ یہان مشتعلان آتش فتنہ
و فساد شعلۂ غیظ و غضب مین گرفتار تھے اور وہان ہم ٹھنڈی ٹھنڈی مثل ہوا کے سرگرم رفتار
تھے ناگاہ نصیب مین خاک اوڑی قسمت مین آگ لگی ہنوز آدھی راہ طے نہ ہوئی تھی کہ آفتاب

عالمتاب مین نصف النہار پر آیا ابھی دو حصہ مسافت باقی رہی تھی کہ یک بیک وقت دوپہر کا
پہونچا شعر یہ اوسوقت گرمی کی شدت ہوتی + پیا اوس دم تمازت مین حدت ہوئی + کہون
کیا کہ جیسی کڑی دہوپ تھی + نہ آنکھون سے دیکھی نہ کانون سنی + زمین مثل لوہے کے
تپ رہی تھی چارون طرف ایک آگ سی لگ رہی تھی آسمان کو بخار چڑھا تھا مانند دخان
کے گرد وغبار چڑھا تھا کنکر پتھر کا بشکل انگارون کے دیکھنا ذرون کا بصورت چنگاریون
کے چمکنا تابش خورشید مین قیامت کی حرارت + شعاع شمس مین انتہا کی حدت
ہر چیز مثل آگ کے جلتی تھی ہوا کی کچھہ نہ چلتی تھی بالکل بند تھی گرمی دہ چند تھی اگر کوئی جھونکا
آجاتا شعلہ کیطرح جلا جاتا شعر دہوپ مین نقش قدم تھے گرکسی کے + تن بدن پھنکتا تھا
تلوے جل رہے تھے + ہوا مین خواص نار تھا حرارت کا گرم بازار تھا ہر انسان وحیوان مضطر
تھا وہ وقت بھی نمونہ محشر تھا درخت جھلسے جاتے تھے جانور جھلسے جاتے تھے پرند اپنے تئین آڑ مین پتون کے چھپاتے
تھے شدت بیتابی سے مارے گرمی کے پھڑپھڑا رہے تھے دریا جل رہا تھا مچھلیون کا دم نکل رہا
تھا ہرن کانپتے تھے اور جانور زبانین نکالتے تھے صدای زاغ وزغن سے شور العطش پیدا
اور ہانپنے سے جانورون کے شدت تشنگی ہویدا درختون سے مثل آگ کے پھول جھڑتے
تھے مارے پیاس کے حلق مین کانٹے پڑتے تھے گرمی اوسوقت کی لاعلاج تھی ہر شخص کو
پانی کی احتیاج تھی حالت اوس یوسف لقا کی تباہ ہوئی غلبہ تشنگی سے پانی کی چاہ ہوئی شور
دل داغدار سے جان کے لالے پڑگئے حدت آہ شرربار سے زبان مین چھالے پڑگئے بدن
سنسنانے لگا غش پہ غش آنے لگا ضعف از حد بڑھا بیخودی مین یہ شعر پڑھا شعر از تشنگی ہر ..

افسوس خار دارست + گفتن نمیتوانم بے آب حال زارست + یہ حال سنتے ہی
حال کیا پالکی کو نیچے ایک درخت کے رکھوادیا عین تکلیف مین او
نہ دیکھ سکا اضطراب دلدار دیکھکر ہوش اپنی جان کا نہ رہا دا
آب ہوا کہا تھی پیاس سے ہلاک تھے وہ بدنصیب جھ

بام
سینے اپنا عجیب
سراپا ناز کو بچشم نیاز
سینہ مین بیتاب ہوا فوراً جھپٹ کے
ن بھاگ گئے از بسکہ دشمن بہت جلد ہوئے

تھے جا بجا درختون مین آگ کی طرح لگے ہوے تھے شعر شرر اس طور سے بیٹھے تھے چپکے ٭
کہ جیسے ہو شرر پتھر کے اندر ٭ اوس وقت کو غنیمت سمجھے مثل باد سموم کے آ پونہچے پالکی جسمین وہ بیہوش
پڑی تھی اوٹھا لے گئے گویا دیو کسی پری کو اوڑا لے گئے شعر ادہر کا تو یہ حال تھا جو سنا ٭ سنو پانی
لانے کا اب ماجرا ٭ کہ ہم دلسوزی سے آگ مین چلے جاتے تھے مگر پاون مثل ریگ ماہی چلے جاتے
تھے پانی کی کوئی سبیل نتھی راہ مین قریب کوئی جھیل نتھی دہوپ مین مفت جان جاتی تھی دوڑ دہوپ
کام نہ آتی تھی زمین ایسی جلتی تھی کہ بس چل نہ سکتا تھا ہر بگولا مانند شعلے کے دہکتا تھا اوس وقت
چشم عاشق کو بھی تر نہ پاتا تھا کوئی چشمہ انسان و حیوان کو نظر نہ آتا تھا جس کنوئین پر پہونچے اوسے
اندہا دیکھا لب دریا جا کر سوکھا دیکھا مچھلی اس طرح دریا کے اندر جس طرح آگ مین سمندر
طبیعت از حد بیتاب تھی اپنی سی بہت پیروی کی مگر اوس دم سمندر پایاب تھا پانی نہایت نایاب
تھا موہنہ کنوون کے خشک ہو رہے تھے سوتے اس غم سے رو رہے تھے ندی مین بجاے آب
سے آہ و نالہ تھا لب دریا پر حباب کا چھالا تھا تالابون مین خاک اوڑ رہی تھی جھیلون مین
بجاے پانی آگ بھری تھی اب آگے تاب لکھنے کی کہان ہے زبان قلم شرر فشان ہے تشنہ دہنی کا
قلق ہے قلم کی زبان شق ہے پانی کے لیے صفحہ قرطاس پر دوڑتا پھرتا ہے آخر ہر پہر کے واسطے
آب مداد کے چاہ دوات مین گرتا ہے یہان مانند چاہ بابل کے بجز دہوئین کے اور کیا
تھا تابش آفتاب قیامت سے موہنہ کا لاہو رہا تھا بالکل پانی نہین ہے ایسے سبب سے روانی نہین
ہے اب آگے لکھتا ڈرتا ہون مارے خوف کے زیادہ تحریر نہین کرتا ہون مبادا دہن قلم سے
مثل نار سیاہ کے شرر نکلنے لگے دست کاتب وہی قرطاس جلنے لگے موہنہ کاغذ سپید کا جلکر
سیاہ ہو جاے جسپر لگانے کو سیاہی نہ پاسے الغرض چارون طرف پانی تلاش کیا آخر مایوس
ہو کر نیچے ایک درخت کے بیٹھ گیا شعر جب نہ پانی ملا تو رونے لگا جان سے اپنے ہاتھ
دہونے لگا ٭ ایسے اندوہ و یاس مین بیٹھا تھا لشکر حزن و ملال سامنے کھڑا تھا جب
اضطراب حد سے بڑھنے لگا یہ شعر عین مایوسی مین پڑھنے لگا شعر اب نہین کٹتا یہ میدان بلا

مدد سے خضر بیابان بلا ❊ دفعتہً ایک مرد فقیر آیا اور مجھسے مستفسر احوال ہوا اپنے حال ور
غنچہ دہن کی تشنہ لبی اور اپنی تلاش آب مین بیتابی کا بیان کیا فقیر نے قریب اوس جگہ
کے کہ جہان مین بیٹھا ہوا تھا جھاڑی مین ایک کنوان بتلادیا اوسوقت شکر خدا بجالایا
یہ شعر مسرور ہوکر پڑھنے لگا شعر یار در خانہ ومن گرد جہان میگردم ❊ آب در کوزہ ومن تشنہ
دہان میگردم ❊ اوس فقیر گمنام سے نشان پاکر اوس جھاڑی مین گیا عین ظلمت مین ایک
اندازہ کہ بچشم چشمۂ حیات تھا دیکھا ڈول دل کا رشتۂ محبت سے چاہ ذقن مین ڈالا یعنی
جس طرح ہوسکا پانی نکالا بعد آب و تاب ڈرکر اوس جگہ آیا یہان کہار اور پالکی کو نپایا یہ
دیکھتے ہی لہو خشک ہوگیا مونہہ آنسوؤن سے تر کیا پانی باعث اشک فشانی سربسر وجہ
پریشانی ہوا وہ جگہ خالی دیکھکر گھبرایا دل خودبخود غم سے بھر آیا آنکھون سے دریا بہایا
پانی کو خاک مین ملایا ہاتھ پاؤن بھول گئے سات پانچ زمانے کی بھول گئے از سر نو مضطر
ہوا دوبارہ بیتاب ہوا چار و ناچار ہر طرف تلاش کرتا تھا حواس خمسہ بجا نتھے ایسے ششوپنج
مین مرتا تھا اچھا پانی نے مزہ دکھایا آٹھ آٹھ آنسو مجھے رلایا سواے تنہائی کے اور
کوئی ساتھ نہین بجز بیکسی کے اور کچھ بات نہین حیران و ششدر پھرتا تھا دو دو قدم پر
گرتا تھا یکبیک راستے مین ایک باغ آراستہ نظر پڑا صد مرد ان محبت منزل کا
وہ چند بڑھا اوس نونہال حسن خوبی کو ڈھونڈنے لگا اوس گلدستۂ گلشن محبوبی کا جوان
ہوا وہان پہلے ہی خزان آچکی تھی بہار اوس گلبدن کی تلاش مین جاچکی تھی سنبل
سودائی گیسوے عنبرین سر بسر پریشان نرگس کسی شوخ چشم کے انتظار مین دیدۂ حیران
سوسن کی اشتیاق مین کسی ماہ رو کے سرنگون چنبیلی یاد رخسار آتشین مین کسی گلعذار کے
بجز دن لالۂ تصور لبہای رنگین مین داغدار سوسن کو کسی حاضر جواب کے شوق گفتگو مین
سکوت کا اقرار غنچے خیال مین کسی غنچہ لب کے پنبہ دہن گل فراق مین کسی جامہ زیب کے چاک
پیرہن بلبلت پھولون مین رسکہ وہ بسی تھی ❊ کلیون کو بھی اس غم مین بیکلی تھی ❊ کہین

ھنادل غنچۂ سنج شاخ گل پر رنج سے خاموش گویا یاد مین کسی گل گلستان حسن کے از خود فراموش
کمین قمریان کسی سرو قامت کی جدائی مین آہ و فغان کرتی تھین بلبلین کسی مقام پر بہزار درد
داستان غم بیان کرتی تھین غرضکہ ہر مرغ چمن مصروف آہ و زاری تھا ہر ایک کی زبان حال
پر یہ شعر شاعر کا جاری تھا شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ✤ روی گل سیر ندیدیم بہار
آخر شد ✤ نہرین جستجو مین کسی گلدستہ بوستان لطافت کے با حسن روش جاری جوانان
سبز پوش چمن تلاش مین اوس نونہال گلستان راحت کے آری پیک صبا تلاش مین سرگرم
رفتار سرو آزاد با وصف عذر لنگ ڈھونڈنے کو طیار مگر وہ بلبل باغ نزاکت وہان کہان
تھی مثل بوی گل آنکھون سے نہان تھی باغ سارا خالی پڑا تھا ہر شجر واسطے شہادت
کے مستعد کھڑا تھا یہ حال دیکھتے ہی اور افسردہ ہوا مثل گل پژمردہ ہوا آخر مایوس ہوکر
گھر کو چلا یہ کہتا ہوا اوس باغ سے مانند قسمت برگشتہ ہوا بیت نرگس نے آنکھ پھیر لی بلبل
جدا پھری ✤ چلیے اب اس چمن سے کہ یان کی ہوا پھری ✤ راہ مین شام ہوئی یہ داستان بھی تمام ہوئی

سا تو ین داستان راہ مین ملاقات ہونا ایک وکیل صاحب سے اور نالش دائر ہونا ہماری جانب سے فضل حاکم حقیقی شامل حال تھا مقدمہ کا بھی حسب مراد اپنے انفصال ہونا

شعر پلا ساقیا وہ گلابی شراب ✤ نظر آئے جس سے مرا آفتاب ✤ عنایت سے تیری جو مسرور ہون ✤
بڑے لطف سے نشہ مین چور ہون ✤ سناؤن پھر آگے کوئی داستان ✤ کہ خوش ہو وے جس سے
دل دوستان ✤ سنئے طرز پر آج تحریر ہو ✤ ظرافت سے معمور تقریر ہو ✤ ہر منصف معدلت دستگاہ
آگاہ ہو اور ہر ایک عدالت پناہ کو اشتباہ ہو کہ پیروی سے کسی فریق کے مقدمہ اوسکا سرسبز ہوا
نہ کبھی ہوگا بلکہ جو محرر قضا و قدر عدیم المثل نے دفتر اعمال دیکھکر لکھدیا ہے وہی ہوگا خدا آگاہ کہ بندہ
ناحق فکر باطل سے دلریش ہوتا ہے خیال فاسد سے عبث پس و پیش مین جان کھوتا ہے قانون
الٰہی مین کوئی مختار نہین ہان اپنے ظلم و جبر کا اختیار نہین اپنے مقام پر جو چاہے تجویز کرے
نافذ وہی ہے جو حاکم حقیقی حکم دے وجہ ثبوت اس دعوے پر اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے اور

جف القلم بما ہو کائن اس قانون پر سند بے نظیر ہی جس حکم پر کتاب خدا ناطق ہی لاریب فیہ [illegible]
کے لائق ہی اب اثر دستخط زبانی کا اظہار سنیے اور شان نشان پیشانی کا اشتہار دیکھیے کہان تو
مین گرفتار رنج والم گھر کو چلا آتا تھا سیکڑون صدمے قدم قدم پر اٹھاتا تھا ناگاہ راہ مین تازہ
واردات ہوئی ایک وکیل صاحب سے ملاقات ہوئی بہت مرد ظریف قوم کے شریف سر دفتر فصاحت
و بلاغت صدر صدور امانت و دیانت ناظر سر رشتہ احسان و مروت محافظ دفتر خلق و محبت
سر منشأ نشیان اہل نظر سرچشمہ ناظران علم و ہنر غریب پرور وکیلون کے افسر قانون دانی مین
کامل معاملہ فہمی کے قابل چرب زبان انتہا کے لسّان خوش تقریر چسپت تحریر ملک عدالت
کے ناظم ہم مذہب حاکم حاضر جواب لاجواب مقررون مین لاکلام انتخاب حکام سے گویا [illegible]
تھے کلا بکلا گفتگو کرتے تھے آدمی ذی اختیار تھے اصالتاً خودمختار تھے وکالت کا کام تھا
یہ شغل برای نام تھا علم مجلس خداداد مردم شناسی مین استاد از بسکہ اپنی صورت سوال
تھی بیقراری شاہد حال تھی یہ نقشہ دیکھتے ہی روئداد صدمہ جانکاہ سمجھ گئے صورت حال سے کیفیت
معاملہ پہچان گئے پہلے حسب قاعدہ اپنے مکان مین لائے ضابطے مدارات کے ادا فرمائے
جب مجھ خستہ دل کو خاطر خواہ مطمئن پایا تو منشأ میرے تردد و ملال کا استفسار فرمایا کہ اسقدر
کیون ہراسان ہی طبیعت اتنی کیون اداس ہی کسلیے یہ صدمہ سہا ہی کس جان جہان کو دل
ڈھونڈ رہا ہی مینے اخفای واردات کو خلاف سمجھکر جواب دیا سب ماضی و حال مفصل بیان
کیا اولاً انہون نے امور تنقیح طلب کی تحقیق فرمائی تب واسطے کارروائی کے یہ تدبیر بتائی
کہ اب ایسا شخص تلاش کیا جائے جو موافق تعلیم کے عمل مین لائے تمہارا حقیقت مین دکھا
ہو پھر عجب کیفیت سے یہ معاملہ روبکار ہو اوسکو مطلوب کا ملازم بنائین چاہتے ہین کہ ایک
درخواست عدالت مین دلوائین چونکہ رات ہوگئی تھی تقدیر اپنی سو گئی تھی اوسوقت تعطیل
مناسب سمجھی و نشست برخاست ہوئی جب دیوان سرد مہر ماہتاب بعلت فوجداری کب
محبس خفا مین مقید ہوا اور حاکم سرگرم آفتاب نے بحکم خالق عرش و کرسی مسند ظہور پر اجلاس

فرمایا ہمنے قید تعطیل سے رہائی پائی سبیل پیروی کی ہاتھ آئی یہان تو ہر جان باز دعوے محبت کا کرتا تھا بصورت اخلاص کا دم بھرتا تھا فوراً یاران بے مثل سے ایک سرفرد کو ملازم بنایا بجاے سرخط کے عریضہ وکیل صاحب پیش کیا وکیل موصوف نے اس دعوے سے عرضی لکھی کہ پھر نوبت تحریر ثانی کی نہ پہونچی تمہید بہت چست جانب پہلو سے درست ہر لفظ معنی بند ہر فقرہ دلپسند عبارت آرائی کا شمار نہ تھا کوئی حرف بیکار نہ تھا حوالات قانونی جابجا سے دلائل و نظائرات ہزار ہا تھے مصرع سفینہ کہ در او بحر با بود دانیست * اختصار کی تہہ تھی ایجاز کی نشانی تھی جب تکمیل سے تحریر کی فراغت کی عدالت چلنے کی ہدایت کی جمع سب رفیق و یار ہوے مع وکیل صاحب روانہ دربار ہوے رفتہ رفتہ عدالت مین پہونچے ممدوح حاکم کی خدمت مین پہونچے اپنے طریق پر صاحب سلامت کی تا دیر ملازمت کی ہمارے دمساز اور ہمراز تھے حقیقت بیان کرنے کے مجاز تھے بہت قصہ کو طول نہ دیا مختصراً ماجرا ضمن ملاقات مین عرض کیا بروقت سوال خوانی موقع سے عرضی گزرانی حاکم نے از روے قاعدہ کوئی سقم نہ دیکھا حسب ضابطہ تلاش کا حکم دیا فوراً تعمیل ہونے لگی تلاش مین تعجیل ہونے لگی ادہر دیکھی کا بند و بست ہوا ادہر سرکشون کا سر شکست ہوا مسرت سے یہان طبیعت بحال ہوئی تردد سے وہان زندگی محال ہوئی ادہر سرور سے مست ہوتے ادہر حوصلے پست ہوے شعر

نہ دید ست چشم زمانہ بہم * نہ آنگونہ شادی نہ اینگونہ غم * سرور جو دل مین برای نام داخل تھا خارج ہوا یہ حکم اونکی عیش مین خارج ہوا شعر قصہ ہاتھ پاؤن پھول گئے * عیش باغ جہان کی بھول گئے * پھل شجرہای اعمال کے ریاض محنت سے پاتے جس بہاسے اوس بلبل بوستان راحت کے یار آتے شعر جیون ہین قید غم سے رہائی ہوئی * سوے کوتوالی وہ راہی ہوئی * کچھ دن رہے مانند آفتاب کے برج کوتوالی مین آئی افسر صاحب نے بڑی عنایت و مہربانی فرمائی وقت کچہری کا باقی نہ تھا اوس روز چالان ملتوی رکھا دوسرے روز چند ملازمون کو بلایا بعد ترتیب کیفیت یہ حکم اونکو سنایا کہ اس عورت نیک سیرت کے ساتھ

جاو عدالت تک پہونچا آور رسید ناظر سے لانا بہت سے آرام سے لیجانا یہ فرماکر رخصت
کیا اونہون نے راستہ عدالت کا لیا ہمین تو گھڑی گھڑی کی خبر آتی تھی بیقراری سے جان
جاتی تھی جسدم یہ خبر پہونچی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی بلا توقف کچہری کی راہ لی ایسے
حیلے سے ملاقات حاصل کی جسدم آنکھین چار ہوتین سنان غم دونون کے پار ہوئین ادہر ہین
چشم پر آب ادہر وہ بیتاب یہان نگاہ حسرت وہان نظر عنایت مین بیقرار وہ بے اختیار اتفاق
مین مکان عدالت نظر پڑا اوسی نے یہ شعر پڑھا شعر چھوٹ جاتین غم کے ہاتھون سے جو نکلے
دم کہین + خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین + غرضکہ وکیل صاحب بھی آپہونچے
ہم بھی عدالت مین جا پہونچے وہان اور ہی ڈہنگ دیکھا رنگ بیرنگ دیکھا اغیار نے حملہ
مین دخل کر لیا تھا پیٹ اونکا زر سرخ سے بھر دیا تھا ہر سیاہ بخت مارے غصے کے
لال تھا غیض وغضب سے بے حال تھا بنی بات پھر بگڑا جاتا تھا سیدھی کہتے پر ٹیڑھی سناتا
تھا ابھی مین اسی پس وپیش مین تھا ناگاہ مقدمہ پیش ہوا جب اوس غنچہ دہن کا اظہار ہوا
ہر شخص درپے آزار ہوا خوب شرارون مین دہکایا بہت بہت لوگون نے بہکایا اوسکو
کچھ اور ہو لگی تھی سر محفل مثل شمع کھڑی تھی کچھ کسیکی پروا نہ تھی بلکہ آتش غیض سے جل اوٹھی پھر تو
جو منظور تھا خاطر خواہ لکھایا آنکھ دکھانے والون کو دیدہ و دانستہ پھنسایا گو بڑے بڑے
قانون دان کھڑے تھے سب کے سب حاکمون کے مونہہ چڑھے تھے بہت سر ٹکرایا بڑا
فساد اوٹھایا حوالہ قانون کا ہر دفعہ دیا مگر کچھ حاکم نے لحاظ نہ کیا بہیان پر اوس عورت کے
بھی التفات نفرمایا ملازمان سرکاری کو بچایا اور یہی قرین انصاف تھا ورنہ حملے کا احتمال صاف
تھا تاہم ایسی چشم نمائی کی کہ عمر بھر یاد رہیگی انجام کار یہ حکم فرمایا خود متخاصمین کو سنایا
بیت یہ مرد وشہر سے جلدی بدر ہو + فرو بیت فتنہ دور قمر ہو + جسکے ساتھ جا رہے تباہ
کرے عاشق کو اپنے کیون تباہ کرے جو لوگ ناحق دعویدار ہین بیحیائی کے طلبگار ہین
فوراً اون سے ضمانت پانچ پانچ سو روپیے کی لیجائے ہزار کہین ایک نہ سنا جائے یہ مشکل

دیکھتے ہی چہرے سیاہ بختون کے زرد ہو گئے یہ فیصلہ سنتے ہی ہاتھ پاؤن اونکے سرد ہو گئے زبردستی کام نہ آئی سر دست سزا کجروی کی پائی عقل اونکی خبط ہو گئی مطلع صبر و شکیبائی منسبط ہو گئی سب مشورے بیکار ہوئے مفت مین زیر بار ہوئے سب سلیے وسیے ہمارا مقصود ہوا اونکا ردوپیچ خرچ کرنا بے سود ہوا جو جو اونکے مشیر تھے بد تقدیر قابل تدبیر تھے انسانیت سے معزول ہوس دنیا مین مشغول خدا جانے کیا جانتے تھے حقیقت اپنی نہ پہچانتے تھے گو معین حریف تھے مگر فی الجملہ شریف تھے ایسی مونہہ کی کھائی ہے وہ بدنامی اوٹھائی ہے کہ بار دگر ایسی جرأت نفرمائینگے طمع کو مین حرف سنائینگے لیکن وہ لوگ جو داخل دفتر ضلالت ہین ہمہ تن جہالت ہین عیب کو ہنر جانتے ہین نفع کو ضرر جانتے ہین دیوانی باتین اپنی چھوڑینگے جرائم فوجداری سے بھی مونہہ نہ موڑینگے عجب عجب حرکتین اون سے صادر ہوئین دوران مقدمہ مین کیا کیا نالشین کین مگر سہل طرح سے طے سب مدارج ہوئے ہمارا اقبال دیکھو اونکے خارج ہوئے

آٹھوین داستان جب فتنہ و فساد سے بچکر ہوئے بحکم حاکم آمادہ سفر ہو افراط و تفریط کی اوسط پور کی راہ لی

اب آگئے رہروان عالم محبت و وداد اور مسافران ملک صدق و سداد اسطرح طرف منزل مقصود کے جاتے ہین اور اس طور پر زبان عجز و نیاز سے شکر افضال منتظم حقیقی اور کارساز تحقیقی کا بجالاتے ہین کہ اب جای حیرت ہے اور مقام عبرت ہے کسیطرح امید نہ تھی کہ دولت شادمانی نصیب ہوگی ندامت قسمت رقیب ہوگی مگر قربان شان پروردگار کہ کیا جلد ختم روبکاری ہوئی نثار قدرت آفریدگار کہ کسقدر بہ تعجیل مطلب براری ہوئی ہے مصرع بگڑی بنجاتی ہین جب فضل خدا ہوتا ہے٭ کس زبان سے شکر اوس قاضی الحاجات کا ادا کرون جسکی عین عنایت سے چشم زدن مین یہ سامان راحت دیکھون شعر ہزار شکر بدرگاہ قادر جاوید٭ شگفتہ شد گل راحت بہ بوستان امید٭ یہان چاہتا تھا کہ چند کلمات شکریہ تحریر کرون مگر قلم سینہ شگاف لکھتا ہے کہ مین عاجز ہون ظاہرا وہ زبان ہے کہ جس سے اس امر عظیم

کے لائق کہان ہون حقیقت مین یہ وہ مقام ہی کہ جہان ہر چیز سربسجدہ ہوجاتی ہی ہیبت
عظمت سے قدم آگے نہین بڑہاتی ہی بیت بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش + عذر بدرگاہ
خدا آورد + ورنہ سزاوار خداوندیش + کس نتواند کہ بجا آورد + غرضکہ یہ حکم ہونے سے
عذر رنجور ہوئے اور دوست و آشنا شاد و مسرور ہوئے فوراً سامان سفر کیا حضرت نے
اوسیوقت خدر کیا ایک موضع اوسط پور تھا نہ بہت نزدیک نہ بہت دور تھا دور اندیشی سے
کام لیے سب اسباب ضروری بھیجدیے خیر الامور اوسطہا کا بہانہ ہوا سمت اوسی موضع کے روانہ
ہوا تھوڑی دیر مین منزل مقصود پر جا پہونچا سامان ہر طرح کا مہیا دیکھا جو کہ وہ مکان موجود
تھا ہر قسم کا اسباب موجود تھا تعریف باورچیخانہ ایک طرف باورچیخانہ نعمتون کا ٹھکانہ
دیگچے جابجا چڑہے تھے محافظ نگاہبانی کو کھڑے تھے سیکڑون تنور طیار تھے نان پز بہت
ہوشیار تھے ایک سمت کو ہر قسم کی جنس کا انبار ایک طرف طرح طرح کے ظروف کی
بہار باورچی بہت اوستاد تھے خوب خوب ہنر اونھین یاد تھے طرح طرح کے کھانے
پکاتے تھے اپنی اپنی دستکاری دکھاتے تھے کوئی سوختہ جگر کباب لگاتا تھا کوئی جلا بھنا
بریانی پکاتا تھا کوئی چرب زبان مزہ شبدیغ کا چکھاتا تھا کوئی تیزدست روغنی روٹیان
پکاتا تھا کوئی یاقوتی کی کیفیت دکھاتا تھا کوئی سبز شیر برنج پکاتا تھا شعر کردن کیا مین
تعریف اونکی رقم + ہنر مین برابر زیادہ نہ کم + کسی کو کسی پر نہ کچھ فوق تھا + کہ اون مین
ہر اک صاحب ذوق تھا + کسیکی تھی دل خستہ کی اسپہ دال + بناتا ہی کلیجے وہ پاشیر مال +
بناتا تھا نان خطائی کوئی + خطا اوسنے ہرگز نہ پائی کبھی + سبکدست ایسا کوئی بے نظیر +
کہ مشہور تھی اوسکی نان لبشیر + پکاتا تھا عمدہ تفنجن کوئی + پلاو پکاتا مرغن کوئی + بناتا تھا
بورانی کوئی مستطاب + پکاتا تھا زردہ کوئی لاجواب + مزعفر پکاتا کوئی سرخ فام + مٹھائی کا
اوستاد شیرین کلام + پسندے پکاتا کوئی دل کباب + بناتا کوئی کوفتے لاجواب + کوئی ترش رو
تھا بناتا اچار + وہ شیرین کلامون سے رہتا وچار + کسیکا کسی خاص مین نام تھا + یہی

شہرت عام تھا + مٹھائی مین تھا کوئی طاق تھا + کڑاہیون مین کڑاہی مشتاق تھا + تعریف
آبدار خانہ ایک طرف آبدار خانہ تھا پیاسون کی تسکین کا بہانہ تھا گرمی کا ہنگام تھا اسلیے یہان
بڑا اہتمام تھا برف صد ہا من دھری تھی صراحی ہزار ہا آب سرد سے بھری تھی شورے کا جابجا
انبار تھا سامان پانی جھلنے کا بھی طیار تھا بہارے موقع و محل سے جمے ہوئے تھے ملازم ہر
مقام پہ پانی جھلتے تھے دانت کڑکڑاتے تھے جاڑے کا یہ حال تھا مونھ سے بات نکلنا محال
تھا ہاتھ پاؤن اینٹھے جاتے تھے مہتمم افسردہ نظر آتے تھے ہر شخص سست و دربغل تھا آتش پیچی
پر عمل تھا آگ سب سے زیادہ عزیز تھی نیک و بد کی کسکو تمیز تھی دست بپا عالم تصور مین
ہلانا دشوار تھا بے فصل کا جاڑا بہت ناگوار تھا نہ معلوم کہ تختہ کشمیر تھا یا کرہ زمہریر تھا بیت
پیچ ہوئی تھی حرارت دل زار + ٹھنڈی سانسون کا گرم تھا بازار + سردی نے عجیب ڈھنگ
دکھایا جاڑے نے عجیب رنگ جمایا آفتاب تمام دن چکر لگاتا تھا مگر وہانکی سردی مستعار ہے
عمل نہ پاتا تھا سبحان اللہ عجب سامان تھا جسکو دیکھکر انسان حیران تھا باوجود اسقدر سردی
کے کسیطرح کا نقصان نہ تھا کیونکہ بجز اس مقام کے جاڑے کا کہین نام و نشان نہ تھا جو پیاسا
آتا تھا سیراب ہوجاتا تھا کیا امکان کہ کوئی پیاسا رہجاے شکایت کسیطرح کی زبان پر لاے
ایک کے بدلے مہتمم دو چار رکھے آبدار بہت ذی فہم و ہوشیار رکھے علاوہ اسکے ہر طرف رحمت خدا
کی قریب نظر آتی تھی پیاس تو یہ سامان دیکھتے ہی دور ہوجاتی تھی **تعریف باغ** جب آگے
بڑہا تو خانہ باغ نظر پڑا وہان اور ہی کیفیت دیکھنے سے جسکے دل کو راحت عجب پر فضا چمن کیا ہو
بلا کا جوبن کیا ہی مقام بہار تھا کہین گرد تھی نہ غبار تھا صفائی مین مثل حلب طیار خوشبو
مین رشک دہ تاتار جوانان چمن کے بانکپن کا عجب احوال مہندی کی روش سے دل پامال
جدہر دیکھو سبزہ لہلہا رہا ہی ہر مرغ خوش الحان چہچہا رہا ہی فاختہ کی کوکو قمری کی حق سرہ
طاؤس رقص کنان کبک دری کا شور و فغان بلبلون کا ہر سو چہکنا پھولون کا جا بجا لطف
مہکنا داد دی صنعت پروردگار دکھائی تھی مولسری سے بھینی خوشبو آتی تھی چنبا کی نکہت کا

زور وشور لالہ بخوف خزان خون مین تر ہوا ایک طرف کو کیوڑا شاداب ایک سمت پھولا ہوا
گلاب دہن غنچون کا معطر زلف سنبل کی معنبر حوض کہین سرخ و سبز پتھر کی اور کہین سپید سنگ مرمر کی
بھری ہوئی آب صاف سے بہتر دل پر انصاف سے طرز اوسکا بنا تھا ماہی جال سب پر بنا تھا
طرح طرح کی مچھلیان پانی مین پڑی تھین بڑی مشکل سے آسانی مین پڑی تھین خوب لبالب
رہی ہوئی گلدستے پر دہرے ہوئے بعضون پر فوارے چھوٹتے تھے نشو ونما کے مزے
لوٹتے تھے انواع واقسام کے درخت میوہ دار پھل اونکے نہایت شیرین وخوشگوار یاد بہار
مین غنچون کے گھونٹتے تھے ہر شاخ وشجر بار ثمر سے جھومتے تھے درخت ہر طرح کے بیشمار پھول
پھل اونکے نازک وقطعدار نہ بہت چھوٹے نہ بہت بڑے تھے تختہ اون مین سیکڑون مین پڑے
تھے روش کی پٹریان جیسے سراسر نزاکت عیان بیچ مین عجب لطف کی نہر تھی جسمین محبت کی لہر
کی چھپی سبیل صفائی ہاتھ آئی اوس سے باغ نے آبرو پائی بطین کسی جا پیرتی تھین مرغابیان
ورتھین کہین پانی مین بہت زور تھا شیرین ہونے کا شور تھا بہت بڑہ کے گھاٹ سینہ
ے مردم عین مسرت مین نہارہے تھے قرینے سے ایک مقام پر کنوان تھا گویا چشم چشمہ
زان تھا اوسکا ڈہنگ ہی اور تھا چاہ کا دور دورہ تھا عجب محبت کی تاثیر کرتا تھا ہر شخص
اسکا پانی بھرتا تھا عشق پیچے خود بخود اینٹھے جاتے تھے سرو اپنا سیدہاپن دکھاتے تھے
ین تماشای قدرت مین حیران سنبل کسی وجہ سے سر بسر پریشان پھول پھل بہاری سے
زان غنچون کی صورت سے تبسم عیان ہر شجر کو نہال پاتا تھا پھول اپنے جامہ مین پھولا
نا تا تھا پتون پر قطرے شبنم کے پڑے تھے یا زمرد پر موتی جڑے تھے جا بجا قرینے کا سبزہ
تھا چمن مین بہار کا خوب رنگ جما تھا اسقدر مسرت وخوشبو سے دل ودماغ سیر کرنیوالے کا
جاتا تھا کہ پھر رنج وخیال فاسد کہین جگہ نپاتا تھا جب یہ سامان نظر آیا اپنے تئین ہوش
مین نہ پایا سارے غم دنیا کے بھول گئے مارے خوشی کے پھول گئے شمیم گلہای چمن سے
طبیعت کو تسلیم کیا یہ قول امیر اللہ صاحب کا تسلیم کیا اشعار نظر آیا عجب سامان گلشن میں ہوئے

ہوش وخرد قربان گلشن + نگہ جس نخل پر پہونچی نہ سرکی + نہ پائی شوق نے فرصت سفر
کی + گلون کے عارض رنگین جو بھائے + پکارا دل کہ ٹھہرو ہم بھی سکتے + ثمر کو سجدے مین
افتادگی تھی + درختون مین مسلمان زادگی تھی + تعریف مکان صدر مین ایک مکان
بہت ہوادار عالیشان نقشہ اوسکا قدرت معمار ازل سے اس طرح کھنچا کہ کوئی درجہ خوبی کا باقی
نہ ہا عام پسند مثل ہمت بلند ہر درجہ کس مرتبہ خوشنما تھا کسقدر وہ مکان پر فضا تھا سنگ مرمر
کا چونا پھرا تھا حال صفائی کا آئینہ ہو رہا تھا اس صنعت سے مینا کاری کہ مانی وبہزاد دونون
عاری اوس صفائی پر لطف بیل بوٹے کا ٹہرا تھا گویا آئینہ پر عکس چمن پڑا تھا حقا کہ کیفیت اوسکی
عقل تماشائیون کی کھوتی تھی نظر مردم سیر چشم کی سیر نہوتی تھی شعر زہے صفای عمارت کہ در
تماشایش + بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار + نقوش ماہی مراتب دروازون کے بڑہا رہے
تھے پر کالے جوڑیون کے خوبصورتی دکھا رہے تھے ہر طاق چشمک آبروی حسینان مین طاق
ہر روزن دیوار ہمچشم چشم عشاق محل وموقع سے طرح طرح کا فرش پر تکلف بچھا تحفہ تحفہ
شیشہ آلات بہزار زیب وزینت لگا ہوا پنکھے ہوا خواہی سے سنے تھے مثل پریون سے چل رہے
تھے آئینے عجب آئین سے لگائے جنھون نے مدارج مکان کے بڑہائے قد آدم سے بڑے
تھے یا دیون خودبیون کے کھڑے تھے چھتون کا عالم نرالا تھا مرتبہ اونکا دوبالا تھا ایک
درجہ بہت خوبصورت تھا وہی مکان خلوت تھا وہان ایک پلنگ مرصع بچھا ہوا دقیقہ زربفت
کا کھنچا ہوا تکیے اپنی اپنی جگہ دہرے تھے نزاکت ونرمی سے بھرے تھے پاتنے سپید دوپٹہ
آب روان کا جیسے بیساختہ سایۂ مہتاب کا گمان تھا آنکھون پر تمام دروازون کے پردے
تمامی کے پڑے تھے دربان قاعدے سے جابجا کھڑے تھے بیت بہشت آنجا کہ آزارے
نباشد + کسی را باکسے کارے نباشد + غرضکہ سر وسیر مکانات سے جب دلکو معمور کرچکا اور
کیفیت باغ سے طبیعت کو مسرور کرچکا طیار سامان معقول ہوا دعوت احبا مین مشغول ہوا مجھے
تو شربت وصل کا اشتیاق تھا خورد ونوش بالای طاق تھا مینے بہت انکار کیا مگر دوستون

نے نہایت اصرار کیا خاطر اونکی منظور تھی دل شکنی پاسداری سے دور تھی بپاس خاطر تھوڑا
سا کھانا کھا لیا بہت سا شکر خدا ادا کیا جب اس امر سے بھی فراغت ہوئی تو بیقراری
دل کی از حد بڑہی اشتیاق ہوا کہ روز فراق گذر جائے اب کہین شب وصال جلد جلد
آئے مدت سے فرقت ستاتی ہی شب اول ہر روز یاد آتی ہی انتظار شب مین طبیعت
گھبرانے لگی گھڑی گھڑی دل پر چوٹ لگانے لگی جتنا دن کم ہوتا جاتا تھا اوتنا اضطراب
اوتنا اضطراب کو زیادہ پاتا تھا **شعر** وعدۂ وصل چون شود نزدیک ٭ آتش شوق تیز تر گردد

نوین داستان عیش وطرب نصیب ہونا محو دیدار حبیب ہونا آب زلال وصال سے آتش فراق کو بجھانا دمبدم زندگی کے مزے اوٹھانا بعد چندے کے وطن آنا سبط حسن کی تقویت پانا

شعر کہ ہر ہو تو ای ساقی باکرم ٭ ہی مشہور عالم مین تیرا کرم ٭ صراحی بنا گردن حور کی ٭ کہ جس مین ہووے بھری نور کی ٭ صراحی کوئی نور کی لا شتاب ٭ پیالہ ہو جسکے لیے آفتاب ٭ بنا شیشہ لا قلب مسرور کا ٭ پیالہ بنا چشم مخمور کا ٭ پلانا ہو جتنی پلا جام مے ٭ کہ آگئے تو پھر وصل معشوق ہے ٭
غرضکہ خدا خدا کر کے شام ہوئی حجت قیاسی تمام ہوئی نوبتی نے رات کی نوبت بجائی فلک
نے خوشخبری وصال کی سنائی سرخی مشرق کی معدوم ہوئی ہر سمت نماز مغرب کی دہوم
ہوئی موذن مصروف اذان ہوئے محو عبادت سب خرد و کلان ہوئے مسجدون
مین صدای اللہ اکبر بلند ہوئی شہرت اسلام کی دو چند ہوئی دونون وقت ملنے لگے پتے
درختون کے وجد مین ہلنے لگے شاخین درختون کی یاد الٰہی مین جھومنے لگین قمریان
گرد مینار سرو کے گھومنے لگین جب کہ شام ہوئی دن تمام ہوا درختون پر جانورون کا اژدہام
ہوا اپنی بولی بولنے لگے زبان حال ثنائے الٰہی مین کھولنے لگے خوشبو خوشبو کی بڑہی سب نے
تسبیح درود کی پڑہی سیاہی شب کی بڑہنے لگی بلبل ہزار زبان سے نادعلی پڑہنے
لگی تعریف روشنی ہر سو روشنی کا انتظام ہوا اوس رات کے دن ہونے کا اہتمام ہوا

چراغون کی عجب بہار تھی نقرۂ پنجشاخون کی سراسر قطار تھی فانوسین باغ کی دور سے جگنو
کی طرح چمک رہی تھین لالٹینین ماہتابی کے مانند ستارون کی جھلک رہی تھین شیشیان
رشک سے ایک دوسرے کی جلتی تھین پروانون کی جانین نکلتی تھین کسی طرف گلاس نگارنگ
روشن تھے کسی جگہ کنول زیب دہ انجمن تھے جھاڑ کا بہت عمدہ ساز تھا جسکے ہر کنول کا عجب
انداز تھا دیکھنے سے کنول آدمی کا تازہ ہوتا تھا سرور دل کو بے اندازہ ہوتا تھا ہر اک یگانۂ
روزگار تھا انتظام پر روشنی کے عقد ثریا نثار تھا مردنگیون کے عجب رنگ تھے ہوش
تماشائیون کے دنگ تھے ہانڈیون کی ضیا سے قندیل ماہتاب چراغ صبح معلوم ہوتی
تھی کثرت چراغان سے روشنی چشم ہای کواکب کی موہوم ہوتی تھی ہر شمع کو ایک ہی لو لگی
تھی خاموش کھڑی ہوئی جل رہی تھی ہوا سے بیر بند ہاتھا یہ تماشا سب سے جدا تھا اوسکا جلنا
اسکا جلنا وہ تند خو یہ شعلہ رو وہ ڈھلتا یہ جانگداز وہ چالاک یہ بیباک وہ بے زبان یہ چرب
زبان وہ نہان یہ عیان وہ موہوم یہ معلوم ہر شمع جانتی تھی کہ مین شعلہ بنا دون ہوا کو یہ ہوس
تھی کہ مین اسکو بجھاؤن مگر جلن سے قریب نہ آتی تھی الگ سے نونک جھونک کر جاتی
تھی شمع جھلانے مین چال کرتی تھی + دور سے اشتعال کرتی تھی + ضوء مشعل سے روے
ماہتاب پر ہوائیان چھوٹتی تھین آنکھین سیارہ ہای فلک کی فرط سے سیر کے لوٹتی تھین کافور
اور روغن ناریل کا صرف بیگمان تھا جس سے کہین گرمی تھی نہ دھوان تھا ہر بام مثل
طور تھا ہر مقام نور علے نور تھا جو کہ بہت دن سے وصل کی امیدواری تھی شب کے آنے کی
انتظاری تھی ادہر بتی چراغ مین پڑی ادہر جان دل پر داغ مین پڑی سمجھی کہ اب صید
مطلب کا دام حصول مین آکر چھوٹنا دشوار ہے پھر تھوڑی دیر کے لیے اسقدر جلدی بیکار ہے
دوست قدم آشنا جو بہت خوش مذاق تھے سب کے سب لطیفہ گوئی مین طاق تھے راز
دلی جانتے تھے اسرار قلبی پہچانتے تھے پہلے تذکرے ادہر ادہر کے رہے آخر بالاتفاق
سب طالب رخصت ہوئے مین تو پہلے ہی سے چاہتا تھا فقط وضعداری نباہتا تھا

بیساختہ کہا بسم اللہ تشریف لیجایے بے تکلفی مین تکلیف نہ اوٹھایے شب بیداری سے
برا حال ہی ناسازی طبیعت کا خیال ہی ایسا نہو کہ بیٹھے بٹھاے کوئی راگ لاے خدا نخواستہ
کچھ بیمار ہو جاے بہت غافل از احتیاط نفس یک نفس مباش ؛ شاید ہمین نفس نفس واپسین
بود ؛ دیدہ و دانستہ جبر اختیار کرنا بیہودہ ہی خواہش تم سبکی عین مقصود ہی مین سراسیمگی ہونیکا
اہتمام کرون تھوڑی دیر جاکر آرام کرون نیند جھوم جھوم کے آرہی ہی آنکھون مین پاؤن پھیلا رہی
ہی درخواست اسکی بھی منظور ہو جاے کسل راہ کی بھی دور ہو جاے سب نے قول میرا تسلیم
کیا بالاتفاق یہ مصرعہ پڑھا مصرع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شما است ؛ الغرض ہر یار وفادار
اپنے اپنے بستر پر گیا اور مین سب سے رخصت ہو کر مکان کے اندر گیا دیکھا کہ وہ حور وش مسند
چپر زرنگار پہ بے تکلف تمام بیٹھی ہی ہمہ خواص خاص دست بستہ اپنے اپنے مقام پر کھڑی ہی وصل کا نقشا
قریب نظر آیا فوراً دل کی طرح زیب پہلو بنایا مصیبتین گزشتہ یاد آئین ایک نے دوسرے کو
سنائین دونون زار زار رونے لگے رومال پر رومال بھگونے لگے آخر سمجھایا کہ خوشی
مین خلل ہوتا ہے دیکھو پھر رنج کا عمل ہوتا ہی گزشتہ را صلوٰۃ کل کی بات کل کے سات
آج اسباب امر ماضی سے درگزر کرو فی الحال سامان حال پر نظر کرو بہت حصول تذکرۂ صحبت
گزشتہ سے ؛ تمھین بھی رنج ہمین بھی ملال ہوتا ہی ؛ بعد اس گفتگو کے آنسو پونچھے دل کو فرحت
ہوئی مسرت خاطر کے لیے عجب کیفیت ہوئی دونون کو نشاء شوق کا چڑھا ہوا آنکھون مین
نیند کا خمار بھرا ہوا اگر خوشبو عطر فتنہ کی جگاتی تھی مہک پھولون کی شگفتگی بڑھاتی تھی گل تمنا
کھلا ہوا دل دونون کا ملا ہوا مکان خوشبو سے معطر گفے جانے دونون سے بیخطر انسان کا
وہان نام نتھا طائر وہم و قیاس کا کام نتھا شرم و حیا بھی موقع سے آئی تھی سیدہی اونہین
کے پاس جاتی تھی جو کہ دل ایک مدت سے دیوانہ تھا مشتاق وصل جانانہ تھا جب اس شکل
سے نصیب بیدار ہوا ہزار جان سے نثار ہوا پھر طبیعت کب مانتی تھی جا و بیجا کب پہچانتی تھی
فوراً مسند سے اونہین اوٹھایا ہاتھ پکڑے ہوئے پلنگ پر آیا خلوت کا جلوہ سوا ہونے لگا

آلپسین خلا ملا ہونے لگا مکان سب طرف سے بند پایا خوب دل کھولکر گلے لگا یا وصل کی جو پہلی
شب تھی حالت اوس گل اندام کی عجیب تھی دل دھڑکتا تھا مرغ بسمل کیطرح پھڑکتا تھا ڈر سے رخسار دونوں زرد نرم
گرم ہاتھ پاؤن سرد ہر لحظہ خوف بڑہتے مونہہ اوترا دم چڑھنے لگا طرح طرح کا خیال تھا خوف سے
عجیب حال تھا نام وصال سے دل دہلتا تھا کلیجہ دو دو ہاتھ اوچھلتا تھا پھول کی طرح کھلا
گئی دل مین دہشت سماگئی ہیبت پانی پانی تھا دل جو سینے مین تپن بدن ڈوبا تھا پسینے مین +
پنڈلیون مین تھرتھری تھی چتونون مین شوخی بھری تھی اپنی سی کیے جاتی تھی جواب تڑاق پڑاق
دیے جاتی تھی طبیعت کو خوب سنبھالا رکھائی کا یہ طرز نکالا جرأت بڑہائی تیوری چڑہائی ہیبت
بولی سنتے ہو سو رہو اسدم + رات بھی باقی ہے نہایت کم + نیند کے مارے ہے برا احوال مجھکو
ہے اس گھڑی کچھ اور خیال + پنڈا چھکتا ہے درد سر بھی ہے + کچھ کسیکی تمھین خبر بھی ہے + گر کہونگی
تو پھر خفا ہوگے + اپنے مطلب سے آشنا ہوگے + تمکو کیا گر کوئی ہوا بیمار + پر نکلجا ہی اپنے دل کا
بخار + اوسنے جب اس طرح سے باتین کین + مینے سو سو طرح سے گھاتین کین + ہاتھ جوڑے کہ
جان جاتی ہے + دیر تھوڑی بہت ستاتی ہے + گو کہ منت بھی کی سماجت کی + پر وہ راضی نہونا تھی
نہ ہوئی + ہنسکے کہنے لگی اجارا ہے + دل ہمارا بھی یا تمھارا ہے + اپنا سا حال اور کا جانو + دیکھو ہم
ہین سو رہو مانو + تمکو ضد ہے تو اچھا یونہین سہی + مانتی بھی تو اب نمانون گی + ایسی باتین مجھے
نہین مرغوب + کچھ عجب چڑہ ہے واہ واہ کیا خوب + ہم کہین بھاگ تو نہ جائینگے + آج پر کیا ہے
کل سمجھ لینگے + تم مزہ نیند کا بھی کھوتے ہو + سونے دیتے ہو اور نہ سوتے ہو + دل برا
کرنے سے بھلا حاصل + ہم بھی گر ضد کرین تو کیا حاصل + گہ بسوری کہ دیکھو روتی ہون +
کبھی بولی کہ مین تو سوتی ہون + کبھی کہنا ہمارا طوا لکھا ہی + جو ہمین اب بری طرح سے ستا ہی + آخر
جب خوشامد بیکار پانی بہا تھا پانی کا نوبت آئی ہر ادا اوسوقت غضب کی تھی مچھلی کیطرح تڑپتی
تھی دہینگا مشتی مین ہانپنا دمبدم سینہ ڈھانپنا باتون مین کبھی مسکرا دینا کبھی آنچل سے مونہہ
چھپا لینا کبھی تو سسکیان بھرتی تھی کبھی طرح طرح کی شوخیان کرتی تھی سر در مین کبھی لپٹ جانا

شرم سے کبھی ہٹ جاتا ہیں تو اسی دن کے لیے مرتا تھا ہزاروں تدبیریں کرتا تھا اشتیاق
کمال تھا ہر گھڑی یہی خیال تھا ان باتوں نے اور دیوانہ کر دیا پیمانہ ضبط کو لبریز بھر دیا دونا
شوق وصال ہوا اچھی طرح جب حال ہوا پھر تو بیتاب ہو کر پیار کیا خوب جی بھر کے بوس و کنار کیا
شعر خوف سے زرد تھے جو رخسارے ✽ بوسوں نے سرخ کر دیے سارے ✽ اوسکا بھی عین شباب
تھا حقیقت میں شرم و حیا کا جواب تھا مگر کچھ شوخی تھی کچھ لگاوٹ تھی بناس مگر اسکی بناوٹ تھی شرم و حیا بھی تھی اپنی لگی
سانس پھولنے لگی دریا کی جوانی جوش میں آیا آخر دل اوسکا بھی لہر آیا دفعتہ نشیلی آنکھیں چڑھ گئیں
ازخود باہیں میری طرف بڑھ گئیں باہم ہم آغوش ہو گئے خیال دنیا بھر کے فراموش ہو گئے شعر
میں تھا یا وہ مکان کے اندر ✽ پھر تو جامہ سے ہوگئی باہر ✽ نا کہوں جب بھی وہ چپ ہائی رکھی
باتیں بگڑی ہوئی بناتی رہی چٹکیاں لیکے گدگدی بھی کی ہونیوالی جو بات تھی وہ ہوئی غنچہ لبستہ
جب شگفتہ ہوا ✽ میں بھی تب خوب کھلکھلا کے ہنسا ✽ پھر تو اوسکو پسینا آنے لگا ✽ تن بدن سارا
سنسنانے لگا ✽ درد سے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہوئے ✽ لب جو تھے لعل سے وہ نیلے ہوئے
پہلے تکلیف بیشمار رہی ✽ کیا کہوں کیسی بیقرار رہی ✽ پھر تو دلکو عجب سرور رہا لذت تازہ کا
وفور رہا ✽ لطف سے گو کہ جان جاتی تھی ✽ لذتیں سیکڑوں اوٹھاتی تھی ✽ اپنی باتیں مگر نہ چھوڑتی تھی
کج ادائی سے مونہہ نہ موڑتی تھی ✽ درد کے مارے کانپتی تھی کبھی ✽ ہاتھوں سے مونہہ کو ڈھانپتی تھی
کبھی گدگدا کبھی ستاتی تھی ✽ کبھی اس لفظ سے ڈراتی تھی ✽ کیا مرے پیچھے پڑ گیا ہے تو ✽
پاؤں کا ٹھا چڑھ گیا ہے ✽ نہیں بھاتیں یہ گرمیاں تیری ✽ ٹھنڈی ہوتی ہیں چوڑیاں میری
✽ کبھی ہاتھ کو اپنے کوٹتی تھی ✽ بس میں بیڈ ہے کہ نہ چھوٹتی تھی ✽ مگر یہ سب بند و بست ظاہری
بیسود تھا دشمن تو در پردہ موجود تھا الغرض ہر طرح کے آرام پائے خوب وصل کے مزے
اوڑائے ابھی شناور بحر الفت محو شناوری تھا اور غواص دریای محبت سرگرم غواصی تھا
ناگاہ تلاطم کا زور ہوا باڑھ کے آنے کا شور ہوا سلامتی غیر ممکن نظر آئی ہر لہر ڈوبنے کی خبر لائی ہاتھ
پاؤں پھول گئے سب مزے پیرنے کے بھول گئے جان کے لالے پڑے بیسود ائی صدمہ کی

پاے بڑے کنارے فاصلے پر نظر آیا بجز خون جگر کھانے کے کچھہ بن پایا جال سے اوسکے
کوئی نہ نکلتا تھا بغیر لیے دیے کام نہ چلتا تھا مجبور ہو کر مونہہ اوسکا موتیون سے بھر دیا جیسی
تشنہ تھی ویساہی سیراب کردیا وہ تو ایک تصور کا اہتمام تھا امورات ظنی کا انتظام تھا
جب جاگتے یہ تلاطم معدوم ہو گیا طلسم ہوتا اوسکا معلوم ہو گیا فوراً افسردہ کنارے پر آئے
خوب عرق انفعال مین نہائے پھر تو دونون بیہوش ہو گو از خود فراموش ہو گئے جی نڈھال نیند کا عجب احوال
آنکھہ دیدہ و دانستہ بند ہوتی جاتی تھی غنودگی خود بخود چلی آتی تھی آخر لیٹ کر سو رہے دونون
خاموش ہو رہے ایسے غافل ہوئے کہ کروٹ بھی نہ لی دوپہر بجے آنکھہ کھلی حظ شب گذشتہ
یاد آتے مین ہنسا وہ شرمائے بس اسیطرح عیش و عشرت مین بسر تھی کیفیت وصال از سحر تا سحر
تھی عجب خوشی کی بات تھی دن عید تھا رات شب برات تھی زندگی سے کیفیت پانے لگے
زیست کے مزے اوٹھانے لگے ہر وقت یار اپنے پاس تھا پھر نہ کچھہ اندیشہ تھا نہ وسواس
تھا مگر جب کبھی خیال عزیز دل کا آتا تھا دل وطن جانے کو امڈا آتا تھا بہت تھا یا کم تھا جو کچھہ
تھا یہ غم تھا غرضکہ جب اوسط پور مین حد سے زیادہ گھبرایا دل مین یہ خیال آیا کہ وطن سے
دور رہنا در غربت سہنا تردد کی نشانی موجب پریشانی تھی خدا جانے کون وقت کیسا ہی
کیسا نہین اعزا اقریب سے دور رہنا اچھا نہین گو یہان سب طرحکا مفاد ہی وہان گونہ
خیال فساد ہی مگر جو لوگ ملک غربت مین رہ گئے ہین وہ راست یہ قول کہہ گئے ہین بیت حب
وطن از ملک سلیمان خوشتر + خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر + یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد
میگفت گدا بودن کنعان خوشتر + یان اجازت حاکم کی ضرور ہی نہ خیال کیا اسکا قصور ہی یہ
صلاح دلکی پسند ہوئی طبیعت بہت خرسند ہوئی ایک صاحب کہ مختار قدیمی تھے میرے مخلص
صمیمی تھے سوال بغرض حصول اجازت لکھدیا اور جانب شہر بتعجیل روانہ کیا وہ تو اپنے فن
کے اوستاد تھے ایسے بہت ہتکھنڈے یاد تھے وقت پر پہونچکر عدالت مین سوال دیا حکمت عملی
سے حکم مناسب لیا جب یہ خبر اوسط پور مین آئی فرحت تازہ دل مسرور مین آئی یہان تو سب

سامان طیار تھا پھر توقف بیکار تھا دوسرے روز وطن کو روانہ ہوا پھر دن کا راستہ گھڑیون
مین طے کیا آخر یون طے منازل کرکے اپنے مکان پر پہونچا وہان سب عزیزون کو خوش و خرم دیکھا دوست
و آشنا ملاقات کو آئے سب کے سب سجدے شکرگزاری کے بجا لائے صدقے پر صدقے
اوترنے لگا مبارک سلامت کا غل ہر شخص کرنے لگا پھر تو دونون کو چین راتون کو آرام تھا
اسی بات پر قصہ تمام تھا +

خاتمے مین سبب تالیف داستان اور اپنی ہیچمدانی کا بیان

شعر لکھا جبکہ خامے نے لفظ تمام + ہوا دل پہ اندوہ کا اژدحام + کہون کیا کہ دل کیسا برہم ہوا +
نہایت خوشی تھی مگر غم ہوا + یعنی عجیب وقت نالہ و فریاد آیا کہ وہ دوست باوفا یاد آیا جسنے
طبیعت کی آزمایش کی اسکے لکھنے کی فرمایش کی ہمہ تن اوصاف سراپا انصاف بہت لیق
نہایت خلیق رئیس خاندانی شریف دودمانی مخلص باصفا مخزن الطاف معدن اعطاف
مصدر مروت مظہر محبت مجمع صداقت منبع سخاوت طبیعت بہت بلند انتہا کی جودت پسند حقیقت
مین جوان حسین ستودہ صفات پابند صوم و صلوٰۃ ہمہ دان خوش بیان جناب وسط علیخان
اسکنہ اللہ فی الجنان تحصیل علم مین مصروف اس فعل مین تھی معروف کتب بینی کا شوق شاعری کا
ذوق دقت کی طرف بجاتے تھے روزمرہ فرماتے تھے کلام بہت صاف تھا حقیقت مین
لائق اوصاف تھا غرض ہر ایک فن تھوڑا تھوڑا جانتے تھے حقیقت آدمیت کی پہچانتے تھے
آدمی یار باش ہر حال مین بشاش مجھسے بہت محبت تھی واقع مین کمال خصوصیت تھی دوری
دم بھر کی گوارا فرماتے تھے نہایت تپاک سے پیش آتے تھے مگر حیف کہ کجروی سپہر کج رفتار
و جفاکاری فلک ستم شعار کہ ابتدا اس قصہ کی بحالت حیات مرحوم ہوئی لیکن زمانے نے اتنی
فرصت نہ دی کہ یہ دفتر داد انکے ختم ہوجاتا مین نتیجہ اپنی محبت کا اوٹھاتا جب نصف سے زیادہ
لکھ چکا قضارا اونکو پیام اجل کا پہونچا بیت عیش دنیا بر البقاے نیست دیدی غنچہ را + یک تبسم
کرد و ہمرنگ پریشانی گذشت + حرارت روزمرہ کرنے لگی طاقت و توانائی انکے ساتھ جانے لگی

ابھی حرارت نے مفارقت نکی تھی کہ دفعۃً کھانسی کی شدت ہوئی کہ پھیپھڑوں میں ورم ہو گیا یہ اور ستم
ہو گیا جب امراض متضادہ جمع ہو گئے پھر تو اطبا کے ہوش و حواس کھو گئے ظاہر امارضون کا
نام تھا باطن میں موت کا پیام تھا عزیزوں کا حق بجانب تھا بہت گھبرائے مگر وہ ثابت قدمی
سے شکایت زبان پر نہ لائے گو تکلیف بیشمار تھی ایک کی جگہ ہزار تھی نہیں معلوم کیا موت کا
اشتیاق تھا کہ اونہیں کراہنا بھی شاق تھا جتنی مرض میں ترقی پاتی تھی اوتنا شکر خدا بجالاتے
تھے آخر کو راتوں کی نیند جانے لگی شدت کھانسی کی بہت ستانے لگی بلغم کا زور تنفس کا
شور درد سر سے برا حال بات کرنا محال نشست و برخاست سے مجبور چلنے پھرنے سے
معذور سامان موت پیش نظر حال طبیعت کا [illegible] صدمہ سردی کمال ناتوانی سے دل
نڈھال یاس کا ہنگام بے بسی کا مقام نئی طرح کی صورت تھی عجب طرح کی مصیبت تھی ماجرا سخت
جراوقت تکلیف شدید علاج غیر مفید حالت ردی نظر آتی تھی کوئی تدبیر پیش نہ جاتی تھی معالج
سخت حیران تھے اطبا بہت پریشان تھے سچ ہے کہ مرض الموت سے آدمی لاچار ہوتا ہے قضا
سے آگے ہر قضیہ بیکار ہوتا ہے بیت عارضے کو موت کے کوئی دوا بھاتی نہیں ✤ جب قضا
آتی تو پھر ٹالے سے ٹل جاتی نہیں ✤ آخر کو شدت عوارض نے کام تمام کیا موت نے آکر اسلام
کیا ماہ مبارک میں انتقال کیا ✤ عزیزوں کو مفارقت کا ملال دیا شعر صدمے اوٹھائے درد کے
اوٹھے جہاں تلک ✤ انسان سہتے سہتے تھک گئے آخر کہاں تلک ✤ پھر تو ایک قیامت ہوئی
اقربا کی عجیب حالت ہوئی دوست و آشنا دہاڑیں مار کر روتے تھے جان اپنی اس سانحہ عظیم
میں کھوتے تھے اب دل سینہ میں بیتاب ہے آتش غم و الم سے جگر کباب ہے اسباب رنج و محن
اور سامان دفن و کفن وہ آخری سواری اعزا کی بیقراری چاہتا تھا کہ لکھوں مگر درد دل سے
مجبور اور جوش بکا سے معذور ہوں بیت قلم بر داشتم از ناصبوری ✤ کہ شرح این دل پرخون
نویسم ✤ ولی زین قصۂ دلسوز و جانکاہ ✤ قلم لرزید و گفتہ چون نویسم ✤ لہذا خدمت میں
تمام سامعین پر تمکین با اوصاف اور سب ناظرین حقیقت بین سراپا انصاف کے یہ حقیر سراپا تقصیر

مخفی ہیچمدان محمد حسن عسکری خان ساکن محلہ دریا آباد منحلات بلدۂ الہ آباد
عرض کرتا ہی مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف * کہ اول تو مجھے محاورہ پر غرہ نہین دعوے
روزمرہ نہین نہ ادعای خوش بیانی نہ اقبال چرب زبانی طبیعت موزون نہین کوئی عالی
مضمون نہین دوسرے یہ قصہ کوئی عمدہ فسانہ نہین بلکہ وہ قضیہ ہی جسکا ٹھکانہ نہین نہ کوئی عجیب
داستان نہ کچھ دلگی کا بیان بلکہ ایک حکایت معلوم بغرالبش اوسط علیخان صاحب
مرحوم چند اوراق پر قلمبند کی ہی یہ نشانی اونکی پسند کی ہی ہر چند کہ بعد ترتیب اس مجون
مرغوب سکے اور بعد طیاری اس نسخہ مفرح القلوب کے خدمت فیضدرجت حکمت مآب صداقت
انتساب ارسطو فطرت فلاطون منزلت جالینوس زمان مسیحای دوران ہوش ربای معلم اول
حل کنندۂ عقدۂ مالاینحل کاشف دقائق ارواح و انفاس واقف حقائق ہوش و حواس
رافع علل روحانی دافع امراض جسمانی معدل اخلاط تجربہ کاری مجرب بنای اقسام بیماری
شارح قانون علاج ماہر قواعد مزاج حکیم حاذق نتیجہ علم منطق عنصر مزاج حکمت مزاج عنصر طبیعت
اعتدال بخش طبیعت دوا نبض شناس دست شفا حساب دان ضروریات ستۂ اربع عناصر حواس خمسہ
مجمع فضائل منبع فواضل جناب حکیم سید فدا حسین خان سلمہ الرحمان مین کہ فی زماننا رای
خاکسار ادر فہم کمترین روزگار ہین قطع نظر علم معقول اور منقول کے چشم بد دور سحر نگاری
مشتاق اور محاورہ دانی مین یگانۂ آفاق فروغ بخش سخنہای نمکین حسن آرای کلام شیرین گویائی
زبان سخن فرحت افزای دل و جان سخن فرمانروای ملک معانی شہریار اقلیم سخندانی سرحلقۂ نکتہ پرداز
معنی کوش سرگروہ دانشوران ہنر پوش مسند آرای بزم نثاری فرازندۂ علم سحر نگاری وحید
مشرقین سعید کونین جمیل الشیم عمیم الکرم خوش بیان شیرین زبان مصدر حسنات مظہر کمالات ہر کمال
کے تمام و کمال واقفکار جمیع فنون مین مستثنای روزگار ہین برای مشورہ و اصلاح حاضر کیا
جناب مخدومی الیہ نے بکمال توجہ و عنایت من اولہ الی آخرہ بنظر اصلاح دیکھ لیا بعد اسکا احتیاطاً
چمن پیرای گلشن فصاحت و انجمن آرای بزم بلاغت جناب مستطاب مستغنی عن الالقاب معہ

جود و کرم مخزن اقبال و حشم جامع مروت و اخلاق مجمع عنایت و اشفاق مردمک دیدہ ہائے
مردم شناس روح باصرہ چشمہائے ہوش و حواس عالی خاندان عمیم الامتنان سرمنشاء فیضان
زبان جناب منشی محمد کاظم حسین خان کے جلسہ مین کہ وہان اکثر یکتائے جہان وحید دوران
شعرا شہر اور فصحاء دہر تشریف لاتے ہین شغل شعر و سخن سے دل بہلاتے ہین منجملہ اونکے ایک فرد
جوہر شناس فن سخندانی چمن آرائے گلزار معانی ناظم سررشتہ نظم و نثر سردفتر فصیحان عصر ماہر
باکمال شاعر بیمثال خان عالیشان جناب محمد عبد الغفور خان صاحب علم و ہنر متخلص بہ نساخ
اور سرشار نکتہ پردازان فصاحت اندیش و سرحلقہ سخن پروران بلاغت کیش پایہ سنج سخن سخنوران
شائستہ کلام فصیح بیان ماہر علوم شاعر گرامی جناب شیخ محمد حسین صاحب متخلص بہ نامی اور مصدر
کمالات شاعر ستودہ صفات نور افزائے چشم دانائی فروغ بخش دیدۂ سخن آرائی چراغ بزم نکتہ دانی شمع
انجمن خوش بیانی صاحب طبع موزون جناب شیخ نعمت حسین صاحب افسون اور دیباچہ
کتاب سخنوری فہرست مجموعہ دانش پروری دُر دریائے سیادت گوہر بحر نجابت ماہر باخبر شاعر
نامور مجمع اوصاف بے انتہا میر علی محمد صاحب متخلص بہ ضیا اور بلبل چمن خوش بیانی عندلیب
گلشن شیرین زبانی منشی تیز قلم سحر رقم عطارد رقم سخن پرور خرد گستر مروت جو موالست خو ہنر بین
نکتہ چین صاحب طبع سلیم منشی محمد حکیم الدین صاحب متخلص بہ حکیم بھی رونق افروز جلسہ تھے
حسب ارشاد حضرات والا نژاد کے گو سمع خراشی تھی مگر بحکم الامر فوق الادب اس قصہ کو سنایا
بحمد اللہ کہ محک امتحان طبائع حضرات محتشم الیہ مین مقبول پایا چنانچہ ہر ایک صاحب نے محظوظ اور مسرور
ہو کر تاریخ اور تقریظ بھی تحریر فرمائی اور باصلاح و مشورہ مہر سپہر کرامت خورشید فلک سخاوت مطلع انوار
اہلبیت مظہر اسرار قابلیت اس مرادات معدن حاجات مورد اقبال مصدر اجلال رفیع المرتبت
علی المنزلت حق پژوہ فلک شکوہ عالی ہمم والاحشم جناب مستطاب ہمایون القاب صاحب خلق و احسان
خان والاشان جناب داروغہ محمد ضیافت حسین خان و داروغہ محمد نوازش حسین خان
صاحب سلمہ اللہ الغالب یہ قصد فرمائی کہ اگر یہ کتاب عجیب و غریب معرض طبع مین آئے تو مصنف کو

نتیجہ محنت حاصل ہوجائے اور یہی ختم ہونے کا انجام ہے کہ یہ دلون باعث بقائے نام ہے تاہم بہزار انکسار عرض کرتا ہون طول تقریر سے ڈرتا ہون کہ اگر بمقتضائے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کوئی غلطی پائین تو براہ عنایت و انصاف قلم اصلاح یا عفو سے بنائین شعر بقدر وسع در اصلاح کوشند + اگر صلاح نتوانند پوشند + اب دعا ہے کہ ایزد غفار بہ تصدق احمد مختار اور ائمہ اطہار دفتر عصیان خاکسار پر نظر رحمت فرمائے فشار قبر اور عذاب حشر سے بچائے دین و دنیا مین بھلا کرے والدین کو جنت عطا کرے مستجاب باد بحرمت النون والصاد

زیادہ لکھنا بیکار ہے اس مناجات پر دار مدار ہے

مناجات

الٰہی بحق جناب رسولؐ / الٰہی بحق جناب بتولؑ
الٰہی بحق علیؑ باکمال / الٰہی بحق حسنؑ خوش خصال

الٰہی بحق حسینؑ حسین / الٰہی پئے سید الساجدینؑ
الٰہی بہ باقرؑ علیہ السلام / الٰہی بجعفرؑ علیہ السلام

الٰہی پئے کاظمؑ باصفا / الٰہی بحق امام رضاؑ
الٰہی بحق محمد تقیؑ + / الٰہی بحق علی نقیؑ +

الٰہی بحق حسن عسکریؑ / پئے مہدیِ بادشاہِ جری
رہے رکن اسلام قائم سدا / بڑھے دن بدن دین خیر الورا

رہین سارے مومن لعینون سے بچ / ہمیشہ رہے رنج و غم اونسے دور
جو بیمار ہون جلد پائین شفا / اونہین بخشدے کرگئے جو قضا

عطا لاولد کو بھی اولاد ہو / جو ناشاد ہو اوسکا دل شاد ہو
بر آئے ہر اک کی مراد دلی / یہی مدعا ہے دعا ہے یہی

تصدق مین سب ہونگی خطا / مرے دل کی بھی جائین حسرت روا
رہون خرم و شاد تا زندگی / کسی سے کبھی ہو نہ شرمندگی

سوائے غم شاہ کرب و بلا / نہو رنج مجھکو کسی بات کا
رہے قلب مین حب آل نبی / کہ ہے مغفرت کا وسیلہ یہی

فضائل کرون پنجتن کے بیان / رہے جب تلک میرے تن مین جان
گنہ جسقدر ہون وہ سب ہون عفو / بڑہا عز و شرف ہو بہی آبرو

نکلنے لگے تن سے جب جان زار / نہو جانکنی کا مجھے اضطرار
نجف مین مرون تا نہووے فشار / نکرنا نکیرین سے شرمسار

بہشت بریں مین جگہ دیجیو / عذاب سقر سے بچا لیجیو
جب آئے سوا نیزہ پر آفتاب / مرے سر پہ ہو سایۂ بوتراب

قیامت مین مجھکو ندامت نہو / صراط جہنم پہ آفت نہو
الٰہی پہنچ جاؤن مین کربلا / کہ ہوجائے سب دور کرب و بلا

خدا بخشدے میرے ماں باپکو / نصیب اونکو بھی سیر فردوس ہو
برائے رسول و آل رسول / دعائین ہون سب کی سب قبول

قطعہ تاریخ خاتمہ

بفضل خداوند لوح و قلم | نمودیم این قصہ را اختتام | مدد داد ہاتف پئے سال ختم | ز امداد در شد فسانہ تمام ۱۲۹۶ھ

ولہ بطرز نو

عدد لفظ داستان برآر | در عشر ضرب دادہ ہم زچہار | کردہ تقسیم خارج از قسمت | ہر چہ ماند ورا بگیر ای یار

باری مقسوم الیہ از ان کم کرد | سال ختم فسانہ را بہ شمار ۱۲۹۶

تقریظ چکیدہ قلم معنی رقم سحر بیان ثانی سحبان جناب محمد عبد الغفور خانصاحب شہیر

شمع خاموش بزم سخندانی لب بستہ انجمن خوش بیانی سر رشتہ دل و جان گنج بیان شوریدہ سر
متمنی شفاعت محمد عبد الغفور خان شہر غفر اللہ ذنوبہ و احسن اللہ غفور خدمت مین شایقان بیان فصیح
مشتاقان کلام ملیح کی عرض کرتا ہی کہ اس ایام میمنت التیام ۱۲۹۶ہجری مین یہ فسانہ عجیب یا اجرای عجیب
مسمے بہ افسانہ عشق بحسن رسائی عنقا ہی فکر عرش پرواز و ترشح رگ ابر نیسان خامہ گوہر طراز سخن سنج
سخن گستر مضمون نگار معانی پرور عندلیب گلستان فصاحت طوطی شکرستان بلاغت خوشخو و خوش
بیان لطیف و شیرین زبان ہلال آسمان سخندانی بدر تابان فلک معانی چشمہ لطف و کرم
منبع حسن و اخلاق اتم منشی محمد حسن عسکری خان صاحب رفع اللہ درجاتہ و دفع اللہ کرباتہ
تصنیف ہوکر سرمہ چشم مشتریان متاع گران بہای سخن نمکین نور مردمک دیدہ خریداران
سرمایہ کلام شیرین کا ہوا اور چشم بد دور کیونکر نہو ہر فقرہ طراز بندش گلہای الفاظ رنگین سے
گلدستہ رشک گلستان بلبل شیراز ہی سلسلہ تقریر مسلسل فیضان طلاقت لسانی سے حسرت
زمزمہ طوطی خوش آواز ہی و انگشتان سطور میل سرمہ چشم چراغ طور ہین دائرے حرفون کے
موج در موج پرتو خطوط شعاع نورانی سے نور علی نور ہین نقطے خال عنبرین عارض گلرخان
پری پیکر ہین بین السطور چشمہ سلسبیل و کوثر ہین مد دنبالہ چشم سرمگین ہے یا نشتر رگ جان عاشقان
حزین ہی قطع نظر اسکے چمن پیرای قطعات گلشن صنائع و بدائع کے قابل دید ہی انجمن آرای بلاغت
سخن کے قابل شنید ہی چہرہ نگاری معشوقان معانی کی رشک مرقع تصاویر بہزاد و مانی
سے مضمون طبعزاد کو عبارت دلچسپ کے ساتھ پیوند روحانی ہی عجب لطافت کی تقریر بے نظیر ہی

طرز تحریر مضامین برجستہ کا دلپذیر ہی سرتاپا افسانہ نوردیدۂ بزم مشتاقان معنی رنگین سے ہے منظور نظر بلند تلاشان عالی مضامین ہی دم نظارۂ تلاطم موج شوخی مضمون آبدار سے ڈورا تار نگاہ کا رشتہ رگ گل بنتا ہی روشنی معنی روشن سے آنکھون کے سامنے چراغ جلوۂ طور جلتا ہی نہ ایسی فصاحت کی تقریر پیش ازین سنی ہی نہ ایسی عبارت بلیغ دیکھی ہی تقریر پاک وصاف محاورہ روزمرہ شفاف موج آب تقریر گوہر بار نے آبرو افسانہ ہای گذشتہ کی کہوئی ہے گویا مصنف نے زبان آب گوہر مین دہوئی ہی گلریزی تحریر سے صفحہ کاغذ تختۂ دامن گلچین ہے ہر فقرہ شوخی رنگ عبارت رنگین سے تر از شاخ گلہای رنگین ہی شوخی تحریر سرمۂ چشم جادونگاہان ہے سلاست تقریر کی زیادہ از احصای حد بیان ہی ہر بیت فقرات دلچسپ کی کیا بے بدل ہے بنای تعمیر قصر مضمون جدید کی برمحل ہی اللہ اللہ عجب افسار سرور افزا ہی جسپر جان عالم کی فدا ہی اوسپر طرہ یہ ہی کہ جو اشعار عبارت نثر کے ساتھ بحسب موقع زیب رقم فرمائے گئے ہین اونکی شان نرالی ہی زمین شعر کی رفعت فیضان فکر وسیع سے بلندی عرش عالی ہی ہر شعر تجلّی معانی روشن سے کہکشان ہی ہر مصرعہ جواب قامت سرو قامتان ہے بحر اشعار مضامین دربار ہے یا قلزم طوفان خیز معانی کا ناپیدا کنار ہے انگشت قلم اسکی مدحت طرازی مین فتیلہ چراغ روشن ہے صفحہ کاغذ سیکڑون اوراق گلہای نسترن ہی نظم

عجب حیرت فزا ہی یہ کہانی ٭ زبانی مین نہین ہی جسکا ثانی

سواد خط سی پیدا ہی عجب نور ٭ ہر اک نقطہ ہی خال عارض حور

تجلّی معنی روشن عیان ہے ٭ ہر اک فقرہ برنگ کہکشان ہے

مسلسل صاف ہی تقریر ایسی ٭ لڑی جیسی مصفّا موتیون کی

نیا مضمون نئی فقرے نیا ڈہنگ ٭ نئی بندش نئی ہی تحریر مین رنگ

نرالا خوشنما ہی طرز تحریر ٭ کہ جسکی مدح سی عاجز ہی تقریر

دوائر کیون نہون تو تکمۂ نور ٭ چمک ہی مہر ومہ کی انمین مستور

ثنا اسکی کسی سی کیا بیان ہو ٭ برنگ کلک گرچہ دو زبان ہو

چونکہ مدحت افسانہ اور مصنف کی زیادہ از حد امکان طلاقت تقریر سے فزون تر از احصای تحریر ہی لہذا راقم الحروف خاتمہ سخن کا دعا پر کرتا ہی الٰہی جبتک کہ چشمۂ سخن زبان سپاہ و سخن ناپیدا کنار مین پانی زور وشور سے جاری ہی یہ افسانہ ہزار رنگ سے مقبول طبائع سخنوران و طرۂ دستار معنی شناسان رہے

قطعۂ تاریخ ختم افسانۂ نوگر ریز خامۂ عنبرین شمامۂ جناب خانصاحب ممدوح

خان ذیشان چون بطرز جدید | از نی کلک دترانۂ عشق
خوش نوشتیم مصرعۂ تاریخ | ہست عجب بہار افسانۂ عشق

خوش چو تصنیف کرد خانصاحب | این فسانہ کہ گرم سر تا پاست
ولہ
گفت شنیدم ز غیب ہاتف غیب | این چہ افسانہ بہر [illegible]

بہار فکر خانصاحب سے انجام پہنچا | یہ افسانہ مجد دبلبل و گل کی محبت کا
ولہ
سر انگشت شاخ گل قلم کر باغ مجھے | لکھنو یہ افسانہ ہے گلدستۂ [illegible]

ولہ
حسن عسکری خان سحر البیان نے | کہا جب افسانۂ دلپذیر
سحر نے کیا جب سال عرض | یہ افسانۂ عشق ہے بے نظیر

ولہ
لکھا کیا خوب قصۂ عجیب خان ذیشان نے | کہ پڑھ کر جسے جل [illegible] نہ
سحر یہی سال فصل ہر [illegible] | بہار گلشن نگہت [illegible] فسانہ

تقریظ چکیدہ قلم دقائق رقم افصح الفصحا اکمل البلغا ماہر علوم شاعر گرامی جناب شیخ محمد حسین صاحب نامی

نظم
سخن را آفرید اول خداوند | سخن آمد کلید قفل ہر بند
سخن باشد خدیو ملک ہستی | بہ قدرش فلک صد عیش [illegible]

سخن از آسمان آور دجبریل | سخن را بر ہمہ اشیاست تفضیل
سخن باقی و فانی باقی آمد | سخن صہبا سخندان ساقی آمد

تازگی چمن افسانہ طرازی بآبیاری محمدت نخلبند گلشن مکانیست کہ گل ہمیشہ بہار حسن و عشق را بمیامن نسیم انفاس بیدلان شگفانیدہ و لالۂ داغ سوز محبت در گل سینۂ جگر سوختگان بہ ہواداری آہ گرم و آبریزی اشک خون آلود دمانیدہ و آب و رنگ گلشن تحریر سر زبانی نعمت گلرخساریست کہ بلبل زبان بفیض وجود با وجودش قوت گویائی بہم رسانیدہ و عندلیب طبعم ببرکت زمزمۂ مدح سرائی او خود را معروف بخوش نوائی گردانیدہ من بعد مبتلائی بلائی ناکامی محمد حسین نامی خدمت دیدہ وران سخن شناس مژدہ رسان است کہ در ینولا یکی از احباب صداقت مآب راقم کہ شور ملاحت تحریرش نمک مائدہ خوان بلاغت و شیرینی شہد تقریرش شکر ریز کام فصاحت صفای نظمش صیقل گر مرآت الفاظ معانی و عنبر آمیزی سواد رقمش نافۂ غزال چین را مایۂ صد چین حیرانی بقطرہ افشانی نیسان خامۂ اش ابروی گوہر درخشان و بفروغ آفتاب رای رزینش بہر خروی لعل در بدخشان اہتزاز نسائم بیان دل آویزش چمن چمن رنگ شگفتگی بخاطر بہار میریزد و شمیم الفاظ مشکبیزش دماغ خاقان چین را معطر میسازد بقای وجود

مسیح اعجاز کلام رنگین رشحہ خامہ عیسوی ہنگامہ اش خضر زندگانی جاوید ارقام مضامین دلنشین

قطع بود آن عسکری سرمایہ علم | بگردد دل ہمی رسانند پایہ علم | فصاحت از بیانش سرفراز | بلاغت زاد علمش ناز بر ناز
کشید از شیوہ جادو بیانی | ببیانش غازہ بر روی معنی | ز نقش اعتباری بحر و کان را | کہ از لعل گہر چیند دکان را

بتالیف افسانہ نوآئین ہیگانہ نقادان زمین فن بعرض جوہر معنی ساختہ و شاہد رعنای قصہ رنگین را بدستیاری ماشطہ خامہ بہر ہفت آراستہ بیت دیدہ از دیدنش نگشتہ سیر ہمچنان کز فرات مستسقی اگر بہ تشریح رسائی ہفت سنگار وسمہ تشبیہات و رزک استعارات و حنای بندش و غازہ رنگینی این ماطورہ منظورہ انظار شائقان در رین مفصلا پردازم بے شائبہ تکلف کتابی دیگر بر جامہ کتابچہ افزودہ باشم از انجا کہ بحسن تایید خداوندی حالیا بکمال زیب و زینت پیرایہ انطباع در پوشیدہ از حجلہ خفا بر منصہ شہود جلوہ گر میشود نظارہ گیان حسن پرست صورت و معنی جمال آن لیلای سحر دلربای را بچشم شوق بوساطت نقاب توانند دید ازین رو بفحوای این مصرع شنیدہ کی بود مانند دیدہ بتوصیف سراپای آن خریدہ زیبا منظر تحصیل حاصل و تطویل لاطائل نہ پسندیدہ بعد ذا الاکتفا بدعا و خاتمہ بدعا بار خدایا گلستان قابلیت مصنفش بہبوب نسیم افضال مبدا رفیاض ہمیشہ بہار و رنگینی خیابان کلامش طراوت بخش انظار اولو الابصار باد بحرمۃ النون و الصاد

قطعہ تاریخ ختم افسانہ چکیدہ خامہ فصاحت شمامہ جناب شیخ صاحب ...

عسکری نے لکھا فسانہ خوب | ہو وہ مطبوع ہر وضیع و شریف | ذہن سے جست یوں لکھی تاریخ | کیا یہ ہے چٹپٹی داستان لطیف ۱۲۸۶ھ

قطعہ تاریخ مولفہ جناب منشی صاحب چمن پیرای گلشن فصاحت انجمن آرای بزم بلاغت سخن فہم و معنی شناس بے تکلف جناب منشی محمد کاظم حسین خان صاحب متخلص بہ ...

چہ خوش افسانہ بنوشت عسکری | برای عاشقان فرہنگ عشق است | چو فکر سال شد از روی جودت | خرد گفتا ہمہ نیرنگ عشق است ۱۲۸۶ھ

قطعہ تاریخ مولفہ یگانہ روزگار سحر نگار صاحب طبع موزون جناب شیخ نعمت حسین صاحب افسون

لکھا دلچسپ قصہ عسکری نے | ہر مفتون جسے ہر دیوانہ عشق | لکھی تاریخ افسون نے دل سے | طلسم عشق ہے افسانہ عشق ۱۲۸۶ھ

قطعہ تاریخ مولفہ سخن آرای معنی پیرای مجمع اوصاف بے انتہا جناب میر محمد صاحب ضیا

خان ممدوح کی او مختار قسم کیا ہے
آج اس عہد میں خلاق معانی ہے یہ
کہ نہ مشتاق ہو کیا عالم میں قلم تو رد و
کیون نہ ہو کثرت ایام جوانی ہے یہ
اس فسانہ کی جہان میں نہ ہو کیونکر شہرت
طرز انداز کی ماشاء اللہ کہانی ہے یہ

واہ کیا نثر میں افسانہ رنگین لکھا
حسن دیکھا یہ کہا سحر بیانی ہے یہ
فی الحقیقہ کہ عجب نغمہ سرائی کی ہے
یادگار اس چمنستان میں نشانی ہے یہ
فکر غواص سے تاریخ جو پوچھی تو کہا
بحر انوار طبیعت کی روانی ہے یہ

قطعہ تاریخ نوک ریز کلک گہر سلک مبدا فیض سخن و مبدع فیض افاضت فن حاتم دوران فیاض زمان مورد فیوض بیہ دان سخنور و سخندان جناب محمد فیاض علیخان صاحب سیح مرام و اغراض متخلص بہ فیاض ساکن محلہ دریا آباد منحلات بلدہ الہ آباد

یہ فسانہ ہے جو دل پہ قصہ ہے تمام
ہر صفحہ ان ہے جلوہ گلستانہ عشق
فیاض نظم کی یہ تاریخ اسکی
نایاب طلسمات ہے افسانہ عشق ۱۲۸۶ھ
کون مسجد میں حفظ کو جائے
سر فیاض و آستانہ عشق

ہر نقطہ ہے خال عارض دختر رز
ہر سطر ہے اسکی خط پیمانہ عشق
بلبلونکو یہ داستان ہے یاد
ولہ باغ عالم میں ہے ترانہ عشق
مجھ سے تاریخ عیسوی سن لے
واعظا وردہے فسانہ عشق ۱۸۶۹ع

قطعہ تاریخ نوک ریز خامہ فیض شمامہ مصدر کمالات مظہر حسنات فصاحت و بلاغت نشان جناب داروغہ محمد ضیافت حسین خان صاحب سلمہ الرحمان

رقم کرے جو قصہ خوش مقال
حسن عسکری خان فرخ خصال
ضیافت نے لکھا دل خوش سال
ہے افسانہ عشق بے مثال

قطعہ تاریخ چکیدہ قلم فیض رقم مورد اقبال مصدر اجلال خان عالی ہمم جناب داروغہ محمد نوازش حسین خان صاحب حفظہ اللہ عن الغم والالم

افسانہ جو حسن عسکری نے لکھا
عاشق ہوا اس پہ جان سے جس نے دیکھا
تاریخ کی فکر میں نوازش
سرمایہ عشرت ہے [illegible] نے کہا

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر رضا صاحب اقبال معدن فیض و احسان جناب عصمت اللہ خان صاحب سلمہ الرحمان ساکن بلدہ مرزاپور

یہ قصہ لکھا عسکری نے
ہے جس پہ جہان دل سے فدائی
ہوئی عصمت کو جب تاریخ کی فکر
عجب تاریخ ہاتف نے سنائی

چند قطعات تاریخ ہیچمدان اور دس پانچ چیستان کہ بڑی محنت سے وقتاً فوقتاً کہین تھین اگرچہ قابل ملاحظہ شائقان زبان نہین تھین لیکن بحسب فرمایش اکثر دوستان خصوصیت آگین درج کتاب ہذا کین گئین ٭٭٭٭

قطعہ تاریخ وفات مقدور بیگم صاحبہ مرحومہ دختر جناب چھوٹو خانصاحب مغفور رئیس الہ آباد

نمودند رحلت چو خالہ ز عالم ‖ چگویم چہ حالم شدہ زار زین غم ‖ نوشتم ز روئی دل درد مبتلا ‖ برفت از جہان حیف مقدور بیگم ۱۲۶۳ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب چھوٹو خانصاحب خلف جناب عنایت علیخانصاحب اسکنہما اللہ فی بحبوحۃ الجنان

گزشتند خالو ہم خال من ‖ ز فرط الم حال بیطور شد ‖ نمودند پس جبد فاسد قضا ‖ چہ ظلم و ستم لائق غور شد

بنشت عسکری سال این تعزیت ‖ ز سپہر فلک جور بر جور شد ۱۲۶۳

قطعہ تاریخ تولد محسن علیخان عرف علی حسین خان برادر مصنف ٭

برادہ بند عالم ز فضل رحیم ‖ برادر مرا داد خوش اختری ‖ نوشتیم بے ردی اندیشہ سال ‖ برآمد ز دریای اشرف دری ۱۲۶۳

قطعہ تاریخ شادی مخدومی محمد فیاض علیخانصاحب رئیس الہ آباد رفع اللہ درجاتہما وطال اللہ حیاتہما

ہوئی جبکہ شادی فیاض علیخان ‖ تو آئی دلہن گھر مین عالی وقار ‖ لکھا بادل شاد یہ عسکری نے ‖ ہوئی دلکو عشرت جب آئی بہار ۱۲۶۶

قطعہ تاریخ شادی مشفقی مصطفےٰ زمانخانصاحب خلف جناب ہیبت زمانخانصاحب مرحوم رئیس الہ آباد

ہیبت خان عالیشان خوش ‖ مری مولا یہ شادی ہو مبارک ‖ نکھون لکھون دل خوش سے تاریخ ‖ خداوند! یہ شادی ہو مبارک ۱۲۶۶

قطعہ تاریخ تولد لطافت بیگم عرف سعید بیگم دختر مصنف

ہزار شکر بدرگاہ خالق اکبر ‖ عطا نمود مرا دختر خجستہ سیر ‖ دمی چو فکر نمود عسکری پئے سال ‖ ندا کہ بالفعل آمد چنین نیک اختر ۱۲۶۱ھ

قطعہ تاریخ تولد مقرب حسین خان عرف سلطان حسین خان برادر مصنف

از فضل خالق سے ہوا جبکہ تولد لڑکا ‖ خوش ہو خود دیکھ کے سب خویش و قریب و اودینہ ‖ اسرا عدا کو قلم کر کر لکھا یہ سینے ‖ صاحب دولت و اقبال ہو یہ طفل سعید

گئے جنت کو جب احمد علیخان	ہوا اس غم سے ہر شخص نالان	وفور غم سے ہی میلاد تاریخ	گئے فردوس میں احمد علیخان

قطعہ تاریخ تولد ارشاد حسینخان عرف نثار حسینخان طال اللہ عمرہ خلف مصنف

دیا خالق نے جب فرزند مجھکو	کہا میں نے ترا افضال ہے یہ	قلم کر کے سر بد خواہ لکھا	ہمایون بخت و با اقبال ہے یہ

ایضاً تاریخ ثانی

عطا مجھکو خالق نے بیٹا کیا ہے	ہویدا جلالت ہے بشرہ سے اسکے	زہے روحی بشارت یہ تاریخ لکھی	عیاں ماہ و خورشید چہرہ سے اسکے

قطعہ تاریخ وفات بسم اللہ بیگم دختر عبد الرحیم خویش جناب حافظ الہیار خانصاحب نایب تحصیلدار باندا

چار سالہ تھی بسم اللہ بیگم	گئی آغوش سے وہ سوی ارم	کم سنی میں گذر گئی افسوس	کیا لکھوں میں ترا ہوا ہے غم
جسکا اغیار کو ملال ہوا	حق بجانب ہے والدین کا غم	اوسکا نانا کا کیا لکھوں میں حال	کہ سراپا ہوئے ہیں درد و الم
تھی بہونکی نسیم نور نگاہ	تیرہ نظروں میں ہو گیا عالم	عسکری کو جو فکر سال ہوئی	بولا ہاتف لہ ہم [illegible]
	جب کرو تحریر تو ہو تاریخ	فلک پیر کا ہے تازہ ستم	

قطعہ تاریخ مشفقی عالی ہمم والا حشم جمیل الشیم عمیم الکرم جناب مستطاب ہمایون القاب جناب مولوی محمد مہدی حسن صاحب خلف جناب مولوی نعمت علی صاحب مغفور تحصیلداری پرگنہ چھبیون ضلع باندا رفع اللہ درجاتہ و دام اللہ برکاتہ

پس از امتحان شیخ مہدی حسن	چو کامل بر آمد ز دل خوش شدم	بہ تحصیلداری چو شد مستقل
ز فرط خوشی خود فراموش شدم	پی سال زین تہنیت شد چو فکر	ہمین گفت ہاتف ببل خوش شدم

قطعہ تاریخ وفات دختر مشفقی شیخ سلطان حسین صاحب خلف جناب منشی محمد کاظم

[illegible] ادام اللہ حسناتہ